قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 17 جون 2022ء | 17 ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 17 احسان 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 120

ارشادِ باری تعالیٰ

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ

ترجمہ: یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

(النمل: 63)

فرمانِ خلیفۂ وقت

جیسا کہ میں ہمیشہ تحریک کر رہا ہوں آج کل، دنیا کے حالات کے لیے۔ دعائیں کرتے رہیں، ان میں کمی نہ کریں۔ خاص طور پر یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے، یہی ایک حل ہے دنیا کو تباہی سے بچانے کا، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، اور ہماری دعائیں بھی قبول فرمائے۔ آمین۔

(خطبہ جمعہ 18 مارچ 2022ء بحوالہ الاسلام)

پاکستان، الجزائر اور افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تازہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 3/جون 2022ء میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

اس وقت میں پاکستان کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ حالات عمومی طور پر جو بگڑ رہے ہیں وہ تو ہیں پاکستان کے۔ احمدیوں کی طرف بھی ایسے حالات میں پھر ان کی توجہ ہو جاتی ہے۔ مخالفت بڑھ رہی ہے۔ پرانی قبریں اکھیڑنے کی طرف سے بھی انہوں نے گریز نہیں کیا۔ انتہائی بدطینت قسم کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کرے۔ اسی طرح الجزائر کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ وہ بھی آج کل مشکلات میں گرفتار ہیں۔ افغانستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

اس شمارہ میں

- اخبار ہے اک ’’الفضل‘‘ کہ جس میں خیر کی خبریں پڑھتے ہیں (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات - قسط 22
- میرے والدِ محترم چوہدری عبد الحفیظ مرحوم
- خلافت احمدیت کے حق میں پوری ہونے والی بعض پیشگوئیاں
- گیمبیا میں خدمات
- تقریب رونمائی کتاب ’’سیوت ایشیا‘‘ اور محفل مشاعرہ
- آسٹن میں عید الفطر کا انعقاد

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشائش کا انتظار کرنا ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی انتظار الفرج)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

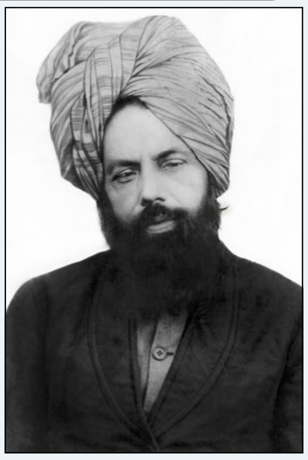

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’گناہ کرنے والا اپنے گناہوں کی کثرت وغیرہ کا خیال کر کے دعا سے ہرگز باز نہ رہے۔ دعا تریاق ہے۔ آخر دعاؤں سے دیکھ لے گا کہ گناہ اسے کیسا برا لگنے لگا۔ جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے، آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 3)

• دعا ہی فتح کا ہتھیار ہے۔ ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے۔ دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے۔ ہم نے ایک دفعہ ایک اخبار پڑھا تھا کہ ایک تھانے دار کے ناخن میں پنسل کا ایک ٹکڑا کسی طرح سے چبھ گیا پنسل میں کچھ زہر بھی ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر میں اس کے ہاتھ میں ورم ہونا شروع ہو گیا۔ بڑھتے بڑھتے ورم اس قدر بڑھ گیا کہ کہنی تک جا پہنچا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سہ چند بوجھ ہو گیا ہے۔ فوراً ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اس بازو میں زہر اثر کر گیا ہے۔ تم اگر اس کو کٹانے پر راضی ہو تو جان بچ جائے گی ورنہ نہیں۔ وہ تھانے دار کٹانے پر راضی نہ ہوا۔ اس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں وہ مر گیا۔ ہمارے بھی ایک دفعہ اسی طرح ناخن میں پنسل لگ گئی۔ ہم سیر کرنے گئے تو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ میں بھی ورم ہونا شروع ہو گیا ہے۔ تو ہمیں وہ قصہ یاد آ گیا۔ میں نے اسی جگہ سے دعا شروع کر دی۔ گھر پہنچنے تک برابر دعا ہی کرتا رہا تو دیکھتا کیا ہوں کہ جب میں گھر پہنچا تو ورم کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ پھر میں نے لوگوں کو دکھایا اور سارا قصہ بیان کیا۔

اسی طرح ایک دفعہ میرے دانت کو سخت درد شروع ہو گیا۔ میں نے لوگوں سے ذکر کیا تو اکثر نے صلاح دی کہ اس کو نکلوا دینا بہتر ہے۔ میں نے نکلوانا پسند نہ کیا اور دعا کی طرف رجوع کیا تو الہام ہوا وَاِذَا مَرِضۡتُ فَھُوَ یَشۡفِیۡنِ۔ اس کے ساتھ ہی مرض کو بالکل آرام ہو گیا۔ اس بات کو قریباً پندرہ سال ہو گئے ہیں۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے ایمان کے موافق اسباب سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جس قدر ایمان کامل ہوتا ہے اسی قدر اسباب سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 51-52 ایڈیشن 1984ء)

دربارِ خلافت

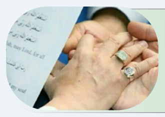

انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہہ دینا ہی کافی ہے ...پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشاء نہیں وہ تو عمل چاہتا ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہہ دینا ہی کافی ہے۔ مگر یاد رکھو زبانی لاف وگزاف کافی نہیں ہے۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہے یا سو مرتبہ تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے، طوطا نہیں بنایا۔ یہ طوطے کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں۔ انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اس کو سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عملدرآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطے کی طرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے۔ جب تک دل سے اس کے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآنِ شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے۔ اس لیے بار بار یہی حکم دیا ہے کہ اعمالِ صالحہ کرو۔ جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جاسکتے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہم نے دن بھر میں قرآن ختم کرلیا ہے۔ لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نِری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضاء کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 611 ایڈیشن 2003ء)

پس اعمال کی اصلاح صرف ظاہری طور پر علم سے نہیں ہو گی، بلکہ اللہ تعالیٰ اُس وقت اپنے وعدے کے مطابق اصلاح کرتا ہے جب سچائی کو سامنے رکھتے ہوئے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا خوف سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش ہو۔ جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں شامل ہونے کے لئے یا اپنی جماعت میں شامل ہونے والوں کی جو نشانی بتائی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ قرآنِ کریم کے سات سو حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ کسی علم اور کسی خاص مقام کے ہونے کا آپ نے ذکر نہیں فرمایا۔ پس ہمیں، ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی طرف نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’جو شخص اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشاء نہیں۔ وہ تو عمل چاہتا ہے۔ اگر کوئی ہر روز تعزیراتِ ہند کی تلاوت تو کرتا رہے مگر ان قوانین کی پابندی نہ کرے بلکہ ان جرائم کو کرتا رہے اور رشوت وغیرہ لیتا رہے تو ایسا شخص جس وقت پکڑا جاوے گا تو کیا اس کا یہ عذر قابل سماعت ہو گا کہ مَیں ہر روز تعزیرات کو پڑھا کرتا ہوں؟ یا اس کو زیادہ سزا ملے گی کہ تو نے باوجود علم کے پھر جرم کیا ہے۔‘‘ جو قانون جانتا ہے، جو ملکی قانون کو پڑھتا رہتا ہے، صرف قانون پڑھنے سے سزا معاف نہیں ہو جاتی۔ اگر قانون پڑھ رہا ہے اور جرم کر رہا ہے تو فرمایا کہ اُس کو تو زیادہ سزا ملے گی کہ تو نے باوجود علم کے پھر جرم کیا ہے۔ ’’اس لیے ایک سال کی بجائے چار سال کی سزا ہونی چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 611 ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 21/ جون 2013ء)

اخبار ہے اک ’’الفضل‘‘ کہ جس میں خیر کی خبریں پڑھتے ہیں

صد شکر کہ ہم اس گلشن میں آرام وسکوں سے رہتے ہیں
صد شکر کہ ہم اُن میں سے نہیں جو دشتِ خار میں مرتے ہیں
ہاں ہم نے کیا ہے عہدِ وفا، ہاں ہم ہیں غلامانِ احمد
یہ کس نے کہا اس رستے میں ہم رُسوائی سے ڈرتے ہیں
ہم شاخیں درخت وجود کی ہیں سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے اُن کی حالت پر جو تپتی دُھوپ میں جلتے ہیں
ہم جڑ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں
وہ لطف جو ایم ٹی اے میں ہے دنیا کے کسی چینل میں نہیں
اخبار ہے اک ’’الفضل‘‘ کہ جس میں خیر کی خبریں پڑھتے ہیں
لگتا ہے خدا نے سُن لی ہے فریاد جو مضطر نے کی ہے
آقا کو دعا کا خط لکھ کر جب اپنی میز پہ رکھتے ہیں
ہم جاہل، کاہل، عاجز ہیں رحمٰن کی رحمت کے خواہاں
کوشش کے خالی خانوں میں ہم آنکھ کا پانی بھرتے ہیں
اب شاہد ہے اک پوری صدی کردار کے غازی لوگوں پر
ہم قول وفعل میں یکساں ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں
بچوں کو وصیت ہے میری پیوستہ خلافت سے رہنا
جو رشتہ شجر سے رکھتے ہیں وہ پھیلتے، پھولتے پھلتے ہیں

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام

دشمنوں کی خیر خواہی

قسط نمبر 26

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کل انسانیت کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپؐ صرف مومنوں یا مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ بلا تفریق مذہب و ملت ’’رنگ ونسل‘‘ زمان و مکان کل عالمین کے لئے رحمت ہیں۔ آپؐ کی بعثت کے وقت عرب میں بات بات پر دشمنی ’’عداوت‘‘ رقابت اور انتقام کے سلسلے سالہا سال تک چلتے۔ قتل کرنا ’’اعضا کاٹنا‘‘ کلیجہ چبانا کھوپڑی میں شراب پینا بہادری کی علامت سمجھا جاتا تھا ان وحشیوں کو انسان اور پھر خدا نما انسان بنانا کسی آرڈیننس، قانون یا سزا سے ممکن نہیں تھا۔ آپؐ نے انتہائی محبت، حلم اور عفو و درگزر سے دشمنوں کو معاف کرنے کی ریت ڈال کر ان کے دل جیت لئے۔ جس سے رفتہ رفتہ دشمنی اور انتقام کی آگ ٹھنڈی ہوتی گئی اور وہی معاشرہ امن و سلامتی کا معاشرہ بن گیا۔

لیا ظُلم کا عَفو سے انتقام

آپؐ کے نبوت کے دعویٰ کے ساتھ دشمنی کا آغاز ہو گیا تھا مگر آپؐ کو اپنے دشمنوں کو معاف کرنے کی تعلیم دی گئی تھی۔ اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں دشمن کو معاف کرنے کی تعلیم نہیں ملتی۔ جبکہ اسلام کے مطابق جب تک دعا اور تربیت سے اصلاح کی توقع ہو درگزر سے کام لینا بہتر ہے۔ دشمن اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ ایذا رسانی کرتے مگر آپؐ اسلامی تعلیم کے مطابق ہر سختی برداشت کرتے اور ان کی ہدایت کی دعا کرتے۔

آپؐ کے چچا ابو لہب اور اس کی بیوی ام جمیل آپؐ کے گھر کے آگے کانٹے بچھا دیتے تھے۔

حکم ابن ابی العاص، عقبہ ابن ابی معیط بکری کی اوجھڑی یا ہانڈی حالت نماز میں آپؐ پر ڈال دیتے آپؐ کے گھر پر پتھراؤ کرتے۔

ابوجہل کی دشمنی کا یہ عالم تھا کہ آپؐ جہاں بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے جاتے وہاں پہنچ جاتا اور لوگوں کو آپؐ کے خلاف بھڑکاتا۔ (مسند احمد جزء 3 صفحہ 492)

ذوالمجاز کے میلے میں ایک دفعہ دعوت الی اللہ کے دوران ابوجہل آپ پر خاک اڑاتا اور لوگوں کو آپ کی مخالفت پر اکساتا رہا۔

(مسند احمد جزء 5 صفحہ 371)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صفا کے پاس بیٹھے تھے کہ ابوجہل نے آ کر آپ کو بہت گالیاں دیں اور ستایا اور دین کی مذمت کی۔ لیکن آپ نے ایک لفظ اس سے نہ کہا۔ (تاریخ طبری جزء 2 صفحہ 78)

ایک روز ذوالمجاز کے میلے میں ہی آپؐ سرخ قبہ پہنے منادیٔ توحید کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آپؐ پر پتھر برسانے شروع کر دیے جس سے آپؐ کی پنڈلیاں اور ٹخنے لہولہان ہو گئے۔

(سیرت الحلبیہ جزء 1 صفحہ 354)

آپؐ کو اپنے اصحاب اور خاندان سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر کے بنیادی حقوق تک سلب کر لیے گئے۔ اسی دوران حضرت خدیجہؓ اور آپ کے مخلص چچا حضرت ابوطالب کی وفات ہوئی۔

کفار مکہ کی ظلم و زیادتی کی انتہا پر ایک روز بے بس صحابہؓ نے آپؐ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! جب ہم مشرک تھے تو معززین میں شمار ہوتے تھے اور جب ہم ایمان لائے تو ہمیں ذلیل کیا گیا اس پر آپ ﷺ نے انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: اِنِّیْ اُمِرْتُ بِا لْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا کہ مجھے عفو کا حکم ہوا ہے۔ اس لئے تم لڑائی سے بچو۔

نہیں نہیں ایسا نہ کرو

10 نبوی میں آپؐ دعوت الی اللہ کی خاطر طائف گئے وہاں بنو ثقیف کے سرداروں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا اور آپ کے پیچھے بدتہذیب لڑکوں کو لگا دیا کہ وہ آپ کو طائف سے نکال دیں۔ ان شریروں نے آپ پر آوازے کسے اور گالیاں دیں جس پر لوگ اکٹھے ہو گئے اور آپؐ پر پتھر برسانے لگے۔ آپؐ تھکاوٹ سے بیٹھتے تو وہ آپ کو زبردستی کھڑا کر دیتے۔ آپ کے ساتھی حضرت زید بن حارثہؓ نے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور سر پر پتھر لگنے سے زخمی بھی ہوئے۔ اس پتھراؤ کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں لہولہان ہو گئیں اور خون بہ کر جوتوں میں جم گیا اور سخت تکلیف کا باعث بنا۔ لیکن آپؐ نے یہاں بھی کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔ جب آپؐ قرن الثعالب پہنچے تو حضرت جبرئیلؑ آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا آپ سے کیا گیا سلوک دیکھ لیا ہے اور پہاڑوں کا فرشتہ بھجوایا ہے۔ آپ اسے جو حکم دیں گے یہ بجا لائے گا۔ چنانچہ پہاڑوں کے فرشتے نے سلام کر کے کہا کہ آپ جو حکم دیں گے میں وہ کروں گا اگر آپ چاہیں تو میں یہ دونوں پہاڑ ان پر گرا دوں۔

آپؐ نے نہایت عفو و رحم کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں نہیں ایسا نہ کرو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں سے ایسے لوگ ضرور پیدا کرے گا جو خدائے واحد کے پرستار ہوں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(بخاری کتاب بدء الخلق، سیرت ابن ہشام جزء 1 صفحہ 421)

رسول اللہ ﷺ نے طائف میں گزرے مشکل ترین دن کو غزوۂ احد والے دن سے زیادہ تکلیف دہ بیان فرمایا۔ جبکہ غزوۂ احد میں آپؐ کے دو دندان مبارک شہید ہوئے اور آپؐ شدید زخمی ہوئے پھر بھی آپ نے اپنے دشمنوں کے خلاف بد دعا اور لعنت نہ فرمائی۔

قریش مکہ نے دار الندوہ میں جمع ہو کر آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

ہجرت مدینہ کے بعد بھی کفار مکہ نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کے معاشی و معاشرتی، دینی و دنیاوی ظلم کی چکی میں پسنے والے مسلمانوں کو اپنے دفاع اور مظلوم مسلمانوں کی مدد کی خاطر جنگ کرنے کی اجازت مل گئی۔

جنگ احد میں جب مسلمانوں کو نقصان پہنچا اور حضور ﷺ بھی زخمی ہو گئے تو کسی نے حضور ﷺ کی خدمت میں مخالفین اسلام کے خلاف بد دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے لعنت ملامت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے خدا کا پیغام دینے والا اور رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ کے حضور یہ دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے دے کیونکہ وہ حقیقت سے نا آشنا ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ

حضور ﷺ نے اللہ کے حضور یہ التجا کی کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ لاعلمی کی وجہ سے اسلام کی مخالفت کر رہی ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی)

غزوہ احد کے بعد مکہ میں سخت قحط پڑا اور اہل مکہ خصوصاً غرباء سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے ازراہ ہمدردی مکہ کے غرباء کے لئے اپنی طرف سے کچھ چاندی بھجوائی اور اس بات کا عملی ثبوت دیا کہ آپؐ کا دل اپنے سخت ترین دشمنوں کے ساتھ بھی حقیقی ہمدردی رکھتا ہے

مدافعتی جنگوں میں آپؐ نے ایسا اسوۂ حسنہ قائم فرمایا جو آئندہ دنیا کی تمام قوموں کے لیے ایک مثال بنا۔ قرآنی احکام کے مطابق دشمنوں اور دشمنی کو ختم کرنے کے لئے عدل وانصاف پر مبنی معاہدات اور امان نامے لکھے۔ یہود، نصاریٰ اور قریش مکہ سب کو دینی و دنیوی معاملات میں عدل و انصاف کا حق دیا۔ میثاقِ مدینہ اور صلح حدیبیہ کی شرائط برابری کی سطح پر طے کی گئیں۔

ہم اس سے ضرور اچھا برتاؤ کریں گے

رئیس المنافقین عبد اللہ ابی سلول کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ وہ ہر موقع پر اسلام اور بانیٔ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا۔ آنحضرتؐ کی شان میں برملا سخت گستاخی کرتا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے اجازت چاہی کہ اُس کی گردن اڑا دیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا: عمر جانے دو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتا پھرتا ہے۔

جب اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن ابیؓ جو مخلص مسلمان تھے کو یہ اطلاع ملی تو وہ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپؐ چاہیں تو مَیں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپؐ کے قدموں میں لا ڈالوں۔ آپؐ نے فرمایا

نہیں وہ تمہارا باپ ہے اس سے نیکی اور احسان کا سلوک کرو۔

(مجمع الزوائد لھیثمی جلد 1 صفحہ 301)

ایک دفعہ عبد اللہ بن ابی نے کہا تھا لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ۔ یعنی عزت والا شخص یا گروہ ذلیل شخص یا گروہ کو اپنے شہر سے باہر نکال دے گا تو حضرت عبد اللہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! وہی ذلیل ہے اور آپ ہی عزیز ہیں۔ خود بیٹے نے اپنے باپ کے بارے میں کہا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء ثالث صفحہ 941 ’’عبد اللہ بن عبد اللہ انصاری‘‘ دار الجیل بیروت)

ایک دفعہ حضرت عبد اللہؓ نے اپنے والد عبد اللہ بن ابی کا راستہ روک لیا اور اپنے والد سے کہنے لگے کہ جب تک تم یہ اقرار نہیں کرتے کہ تُو ذلیل ترین اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عزیز ترین ہیں تب تک مَیں تجھے

نہیں چھوڑوں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ میری عمر کی قسم! ہم اس سے ضرور اچھا برتاؤ کریں گے جب تک یہ ہمارے درمیان زندہ ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء 2 صفحہ 50 غزوۃ رسول اللہ المریسیع، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر افک کا واقعہ پیش آیا جس میں حضرت عائشہؓ کی ذات پر گندے اور انتہائی تکلیف دہ الزامات لگائے گئے تھے اس کا بانی مبانی بھی یہی ظالم شخص تھا۔ لیکن آپؐ کی فراخ دلی دیکھئے کہ جب وہ فوت ہؤا تو اس کے لئے اپنی قمیص عطا کی اور فرمایا کہ جب تم لوگ تجہیز و تکفین کے معاملات سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بلا لینا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقین کی نمازِ جنازہ سے منع کیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ مَیں ان کے لیے استغفار کروں یا نہ کروں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی پھر جب اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی کلیۃً ممانعت فرمادی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھائی بند کر دی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء ثالث صفحہ 941 ”عبد اللہ بن عبد اللہ انصاری“ دار الجیل بیروت)

یہ بھی روایت ہے کہ جب آپؐ پہنچے تو اس کو قبر میں رکھا جا چکا تھا۔ آپؐ نے باہر نکلوایا۔ اپنی ٹانگوں پر اس کا سر رکھا اور پھر اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور پھر دعا کی اور قمیص کرتہ اتار کے دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت من القبر حدیث نمبر 1350)

عاشق جان نثار میں بدلا، پیاسا تھا جو خار لہو کا

اسلام کے ایک اور دشمن کا نام ثمامہ بن اثال تھا جو قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک بااثر رئیس تھا۔ کئی بے گناہ مسلمانوں کے قتل کا مجرم تھا۔ آخر مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوا تو آنحضور ﷺ نے اسے مسجد نبوی کے صحن میں ایک ستون سے باندھنے کا ارشاد فرمایا۔ غرض یہ تھی کہ نمازوں کے روحانی نظاروں سے متاثر ہو کر وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائے۔ آپؐ ہر روز صبح ثمامہ کے قریب تشریف لے جا کر دریافت فرماتے کہ ”ثمامہ! اب کیا ارادہ ہے؟“۔ وہ جواب دیتا: ”اے محمدؐ! اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپؐ کو اس کا حق ہے کیونکہ میرے خلاف خون کا الزام ہے لیکن اگر آپ احسان کریں تو آپؐ مجھے شکر گزار پائیں گے۔ اور اگر آپ فدیہ لینا چاہیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں“۔ تین دن یہ سوال وجواب ہوتا رہا۔ اور پھر آپؐ نے اُسے آزاد کرنے کا ارشاد فرمایا۔ وہ مسجد سے نکل کر ایک باغ میں گیا اور نہا دھو کر واپس آ کر آنحضرتؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک وقت تھا کہ مجھے تمام دنیا میں آپؐ کی ذات سے اور آپ کے دین اور آپ کے شہر سے سب سے زیادہ دشمنی تھی لیکن اب مجھے آپؐ کی ذات اور آپ کا دین اور آپ کا شہر سب سے زیادہ محبوب ہے۔

مکہ فتح ہوا۔ وہ جو جانی دشمن تھے جن کی وجہ سے مکہ چھوڑنا پڑا تھا یہ لوگ اپنے گھناؤنے جرائم کی وجہ سے واجب القتل تھے اور آپؐ کے رحم و کرم پر تھے آپؐ نے ”لاتثریب علیکم الیوم“ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ آج تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا فرما کر اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔ اس عظیم الشان معافی کی مثال تاریخ عالم اور تاریخ انبیاء میں بھی نہیں ملتی۔

زہر دے کر مارنے کی سازش

فتح خیبر کے بعد مفتوح یہودیوں نے درخواست کی کہ ہمیں یہاں سے نہ نکالا جائے، ہم نصف پیداوار مسلمانوں کے حوالے کر دیا کریں گے، حضور ﷺ نے قبول فرما لیا۔ مگر یہودی بدعہدی کرتے رہے حتیٰ کہ ایک یہودی عورت نے حضور ﷺ کو زہر ملا گوشت کھلا کر جان لینے کی کوشش کی۔ اور حضور ﷺ کے استفسار پر اس نے قبول بھی کر لیا کہ بے شک میری نیت آپ کو قتل کرنا تھی، آپ ﷺ نے فرمایا مگر اللہ کی منشاء نہ تھی کہ تیری آرزو پوری ہو جائے۔ صحابہؓ نے اسے قتل کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا، حضور ﷺ نے جب اس عورت سے پوچھا کہ تمہیں اس ناپسندیدہ فعل پر کس بات نے آمادہ کیا تو اس نے جواب دیا، میری قوم سے آپ ﷺ کی لڑائی ہوئی تھی، میرے دل میں آیا کہ آپ ﷺ کو زہر دے دیتی ہوں اگر واقعی آپ نبی ہوئے تو بچ جائیں گے۔ رسول ﷺ کو اس زہر سے آخری وقت تک تکلیف رہی آپؐ مرض الموت میں آخری سانس لے رہے تھے تو حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے اے عائشہ! میں اب تک اس زہر کی اذیت محسوس کر رہا ہوں جو خیبر میں یہودیوں نے مجھے دیا تھا اور اب بھی میرے بدن میں اس زہر کے اثر سے کٹاؤ اور جلن کی کیفیت ہے۔ مگر رسول اللہؐ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا کرتے تھے۔ آپؐ نے اس پر بھی یہود کو بخش دیا اور اس عورت کو معاف کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ وفاتہ)

ایک موقع پر ایک یہودی نے حضور اکرم ﷺ سے قرض کی ادائی میں سختی کرتے ہوئے گستاخی کے کلمات کہے اور حضور ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر بل دیا، آپ ﷺ کی رگیں ابھر آئیں، حضرت عمرؓ نے بڑی سختی سے یہودی کو ڈانٹا، مگر آپؐ نے حضرت عمر سے فرمایا تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، تمہیں چاہیے تھا کہ اسے نرمی سے سمجھاتے، اور مجھے قرض ادا کرنے کا کہتے اب اس کا قرض ادا کرتے ہوئے اس سخت کلامی کے تاوان کے طور پر اس کو کچھ زیادہ دینا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہوسکتی، فرمایا ہے لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ:9) یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔ اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دُکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں، جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں، ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی... مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جوانمردوں کا کام ہے۔

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 409)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو کسی قوم سے خوف ہوتا تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ کو ان کے سامنے کرتے ہیں اور تیرے ذریعے ان کی شرارتوں (برائیوں) سے پناہ مانگتے ہیں۔

اخلاق محمدی کا کامل پرتَو

حضرت مسیح موعودؑ اخلاقِ محمدی ﷺ کا کامل پرتَو تھے آپؑ نے اُس سراج منیر سے روشنی کا ایسا اکتساب کیا کہ خود بدرِ کامل بن گئے۔ اور دورِ حاضر میں آپؐ کی سنت کا احیا کر کے دکھایا دشمن کو معاف کرنے اس کے حق میں دعا کرنے اور تالیف قلوب کے لئے حسن سلوک کرنے میں خلق محمدیؐ کا عکس نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بھی فرمایا تھا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 603)

”تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِمْ یعنی تو لوگوں کے رفق اور نرمی سے پیش آ اور ان پر رحم کر۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 605)

خدا کی عدالت کافی ہے

میرٹھ سے احمد حسین شوکت نے ایک اخبار شحنۂ ہند جاری کیا ہوا تھا۔ یہ شخص اپنے آپ کو مجدد السنۃ المشرقیہ کہا کرتا تھا حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ایک ضمیمہ جاری کیا جس میں ہر قسم کے گندے مضامین مخالفت میں شائع کرتا۔ اور اس طرح پر جماعت کی دل آزاری کرتا۔ میرٹھ کی جماعت کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی۔ کیونکہ وہاں سے ہی وہ گندہ پرچہ نکلتا تھا۔ 2/اکتوبر 1902ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ جناب شیخ عبدالرشید صاحب جو ایک معزز زمیندار اور تاجر ہیں تشریف فرما تھے۔ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنۂ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کر دوں۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا ”ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔“

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 108-109)

29 جنوری 1904ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک گالیاں دینے والے اخبار کا تذکرہ آیا کہ فلاں اخبار جو ہے بڑی گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا صبر کرنا چاہئے۔ ان گالیوں سے کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے لوگ آپ کی مذمت کیا کرتے تھے اور آپ کو نعوذ باللہ مذمّم کہا کرتے تھے۔ تو آپ ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ مَیں ان کی مذمت کو کیا کروں۔ میرا نام تو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ رکھا ہوا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ فرمایا کہ اسی طرح اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری نسبت فرمایا ہے، يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ یعنی اللہ اپنے عرش سے تیری حمد کرتا ہے، تعریف کرتا ہے

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 450)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ

”مجھے چودھری حاکم علی صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ بڑی مسجد میں کوئی لیکچر یا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک سکھ مسجد میں گھس آیا اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کو اور آپ کی جماعت کو سخت

گندی اور فحش گالیاں دینے لگا۔ اور ایسا شروع ہوا کہ بس چُپ ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔ مگر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ اس وقت بعض طبائع میں اتنا جوش تھا کہ حضرت صاحب کی اجازت ہوتی تو اس کی وہیں تکہ بوٹی اُڑ جاتی۔ مگر آپ سے ڈر کر سب خاموش تھے۔ آخر جب اس فحش زبانی کی حد ہوگئی تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ دو آدمی اسے نرمی سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں مگر اسے کچھ نہ کہیں۔ اگر یہ نہ جاوے تو حاکم علی سپاہی کے سپرد کر دیں''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 257-258 روایت نمبر 281 جدید ایڈیشن)

''ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک جو امرتسر کے میڈیکل مشن کے مشنری تھے اور مباحثہ آتھم میں عیسائیوں کی جانب سے پریذیڈنٹ تھے ایک دن خود بھی مناظر رہے انہوں نے 1897ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ایک مقدمہ اقدام قتل کا دائر کیا۔ یہ مقدمہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا اور بالآخر محض جھوٹا اور بناوٹی پایا گیا اور حضرت اقدسؑ عزت کے ساتھ اس مقدمہ میں بری ہوئے ... کپتان ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے حضرت اقدسؑ کو مخاطب کر کے کہا کہ ''کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کو حق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ''میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔''

اس موقع پر اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا جس پر قتل کے اقدام کا مقدمہ ہو وہ اپنے دشمن سے ہر ممکن انتقام لینے کی کاشش کرتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کو معاف کرو کی تعلیم پر صحیح عمل کر کے دکھایا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 109)

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں عیسائیوں کے گواہ کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہوئے تو حضرت اقدسؑ کے وکیل مولوی فضل الدین صاحب نے جرح کے دوران گواہ سے ایسے سوالات کرنے چاہے جو مولوی صاحب کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتے۔ لیکن حضورؑ نے باصرار اور بزور ایسا کرنے سے روک دیا۔

میرا مقدمہ آسمان پر ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے چچا زاد بھائیوں میں سے مرزا امام الدین نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر اس راستہ کو جو بازار اور مسجد مبارک کا تھا ایک دیوار کے ذریعہ بند کر دیا۔ سب نمازیوں کو پانچ وقت مسجد مبارک میں جانے کے لئے حضرت اقدس کے مکانات کا چکر کاٹ کر آنا پڑتا۔ جماعت میں بعض کمزور اور ضعیف العمر انسان بھی تھے۔ بعض نابینا تھے اور بارشوں کے دنوں میں راستہ میں کیچڑ ہوتا تھا اور بعض بھائی اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور نماز کے لئے جاتے ہوئے گر پڑتے تھے اور ان کے کپڑے گارے کیچڑ میں لت پت ہو جاتے تھے۔ اُن تکلیفوں کا تصور بھی آج مشکل ہے جبکہ احمدیہ چوک میں پکے فرش پر سے احباب گزرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے خدام کی ان تکالیف کو دیکھ کر بہت تکلیف محسوس کرتے تھے۔ مگر کچھ چارہ سوائے اس کے نہ تھا کہ حضرت ربّ العزت کے سامنے گڑگڑائیں۔ آخر مجبوراً عدالت میں جانا پڑا اور عدالت کے فیصلہ کے موافق خود دیوار بنانے والوں کو اپنے ہی ہاتھ سے دیوار ڈھانی پڑی۔ عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے کا حکم دیا بلکہ ہرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی۔۔۔ مرزا نظام الدین صاحب کو نوٹس ملا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو معافی کا ایک خط لکھا۔ حضرت اقدسؑ نے دیوار کی تکلیف اٹھائی ہوئی تھی مگر کمال رحم سے اسے معاف کر دیا فرمایا کہ ''آئندہ کبھی اس ڈگری کو اجرا نہ کرایا جاوے۔ ہم کو دُنیا داروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دینے کے لئے یہ کام کیا تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دُنیا میں نہیں بھیجا۔''

(خلاصہ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 118-119)

حضرت حکیم فضل الدینؓ کے ساتھ قادیان کے ایک جولاہانے (جو ہمیشہ مقدمہ بازی ضروری سمجھتا تھا) ایک زمین کے متعلق ... مقدمہ بازی شروع کر دی۔ وہ جگہ دراصل حضرتؑ ہی کی تھی، حکیم فضل الدین صاحب کو دے دی گئی سو اس جولاہانے حکیم صاحب مرحوم کے خلاف ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ چونکہ حضرت اقدسؑ پسند نہ فرماتے تھے کہ شرارتوں کا مقابلہ کیا جاوے، آپ نے حکیم فضل الدین صاحب کو حکم دیا کہ جوابدہی چھوڑ دو۔ زمینوں کی پروا نہیں خدا تعالیٰ چاہے گا تو آپ ہی دے دے گا، زمین خدا کی ہے۔ مرزا نظام الدین صاحب کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے حق کو تو چھوڑتے ہیں،

چنانچہ انہوں نے ایک پرامیسری نوٹ بھی لکھ کر بھیج دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مرزا نظام الدین صاحب ہی کو یہ ٹکڑا زمین کا دے دیا جاوے۔ چنانچہ وہ قطعہ زمین کا دے دیا گیا۔ جو بعد میں مرزا صاحب موصوف نے ایک معقول قیمت پر حضرت کے ایک خادم کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ مگر حضرت نے کبھی اس زمین کی قیمت یا پرامیسری نوٹ کی رقم کا مطالبہ نہ فرمایا۔ اس لئے کہ آپ کی فطرت میں ہی احسان و مروّت رکھی گئی تھی۔

یہ واقعہ ایسے وقت کا ہے کہ اس مقدمہ کی کل کارروائی ختم چکی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی فریق ثانی نے بطور شہادت طلب کرایا تھا اور اس طرح پر آپ کو اور آپ کی جماعت کو تکلیف رسانی میں کمی نہ کی تھی۔ مقدمہ کی حالت یہ تھی کہ اس میں اب حکم سنانا باقی تھا اور وہ ہمارے حق میں تھا۔ مگر آپ نے ایسے وقت میں اس زمین کو مرزا نظام الدین صاحب کے عرض کرنے پر ان کو دے دیا۔

امر واقعہ کے طور پر یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ سلسلہ کے ابتدائی ایّام میں مرزا نظام الدین صاحب اور اُن کے زیر اثر لوگوں کی وجہ سے ہماری جماعت کو ایسی تکالیف پہنچ چکی تھیں کہ قدرتی طور پر کوئی دُنیا دار اُن کے مقابلہ میں ہوتا تو اُن کی تکلیف اور ایذاء رسانی کے لئے منتقمانہ طور پر جو چاہتا کرتا مگر نہیں حضرت مسیح موعودؑ کو جب موقع ملا اور اُن پر ایک اقتدار حاصل ہوا تو آپ نے اس طرح لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ کہہ دیا۔ جس طرح پر سید الرسل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا۔

(از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 119-120)

دشمن کے لئے دعا

میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئے۔ اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہیے شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے، ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔ یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی۔ اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے۔ کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہیے۔ اور ان سے محبت کرنی چاہیے کیونکہ خدا کی یہ شان ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 95-97 ایڈیشن 1984ء)

آنحضرتؐ کے خلاف شدید بدزبانی کرنے والا جب خدا کی وعید کے مطابق جان سے گیا تو آپؑ نے فرمایا: ''ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں اِن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 224 مطبوعہ 1893ء)

دعا کا تحفہ

دعائے رحمت ومغفرت

حضرت آدم علیہ السلام نے الٰہی حکم کے خلاف بھول کر وہ شجرہ چکھ لیا جس سے آپ کو روکا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دعائیہ کلمات سکھائے جن کے نتیجہ میں وہ ان پر رجوع برحمت ہوا۔

(البقرہ:38 اور الدر المنثور جلد 3 صفحہ 75)

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٚ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾

(الاعراف:24)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 12)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 22

سوال:۔ ایک خاتون نے اپنی بچی کی قبل از پیدائش وفات پر بعض سوالات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض استفسار تحریر کئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 فروری 2020ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات ارشاد فرمائے۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ جو بچی پیدائش سے پہلے فوت ہوگئی ہے اس کی تصویر گھر میں لگا کر اپنے آپ کو مزید تکلیف دینے والی بات ہے۔ اور ویسے بھی چونکہ وہ بچی پیدا ہونے سے پہلے فوت ہوگئی تھی اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس کی تصویر اتنی صاف نہ ہو اور دوسرے بچوں کو خوفزدہ کرنے کا باعث ہو۔ اس لئے اس بچی کی تصویر گھر میں لگانے اور اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں۔ پیدائش سے پہلے فوت ہونے والے بچوں کو عموماً غسل دیا جاتا ہے اور نہ ان کا جنازہ ہوتا ہے لیکن اگر کوئی والدین اپنی دلی تسکین کیلئے ایسا کر لیں تو اس میں حرج بھی کوئی نہیں۔

جہاں تک روزانہ قبرستان جانے کی بات ہے تو اگر آپ بچی کی قبر پر جا کر صبر کرسکتی ہیں اور آپ کے روزانہ قبرستان جانے میں آپ اور باقی گھر والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو کچھ دن روزانہ قبرستان جا کر دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر وہاں جانے سے آپ کی طبیعت پر بُرا اثر پڑتا ہو اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہو تو پھر روزانہ قبرستان جانے کی بجائے گھر میں ہی رہ کر دعا کریں۔ اور یاد رکھیں کہ یہ بچی دراصل آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک امانت تھی جو اس نے آپ کو اتنے ہی وقت کیلئے عطاء فرمائی تھی اور جب یہ وقت ختم ہوا تو اس نے اپنی امانت واپس لے لی۔ لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر آپ کو اس پر صبر کرنا چاہئے۔

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ غیر احمدی مسلمان جن میں میرے خاندان والے بھی شامل ہیں اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے کہ جس نے میری ساری کتب تین دفعہ نہیں پڑھیں اسے میرے دعویٰ کی سمجھ نہیں ہے۔ اور پھر وہ پوچھتے ہیں کہ کیا سب احمدیوں نے یہ کتب تین دفعہ پڑھی ہیں؟ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ جس نے میری ساری کتب تین دفعہ نہیں پڑھیں اسے میرے دعویٰ کی سمجھ نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ ’’اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب ہے کہ جن لوگوں کی دنیاوی کتب اور علوم کی طرف توجہ رہتی ہے اور دینی کتب اور علوم کی طرف توجہ نہیں کرتے ان میں ایک طرح کا تکبر پایا جاتا ہے کیونکہ وہ دنیاوی علوم کو ہی کافی سمجھتے ہیں حالانکہ انسان کی نجات کیلئے دینی علوم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور دینی علوم دینی کتب کے پڑھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

ایک جگہ حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی کے بارہ میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کر لیں۔ کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 235 ایڈیشن 1988ء)

پس اگر یہ بات درست ہوتی کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی تمام کتب کو تین تین مرتبہ نہیں پڑھتا اسے دعویٰ کی سمجھ نہیں آسکتی تو حضور علیہ السلام حقیقۃ الوحی کے بارہ میں ایک دفعہ غور سے پڑھنے کی تاکید نہ فرماتے بلکہ فرماتے کہ اسے بھی باقی کتب کی طرح تین تین دفعہ پڑھیں۔

حضور علیہ السلام نے خود ایسا کہیں نہیں تحریر فرمایا البتہ سیرت المہدی میں ایک روایت ہے کہ ’’حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 365 روایت نمبر 410)

اور اس روایت کا بھی وہی مطلب ہے جو اوپر میں نے بیان کر دیا ہے کہ دینی کتب کو چھوڑ کر صرف دنیوی کتب پڑھنا اور دینی علوم کو چھوڑ کر صرف دنیوی علوم حاصل کرنا انسان میں کبر کے پائے جانے کی عکاسی کرتا ہے۔ پس ہر احمدی کو زیادہ سے زیادہ ان روحانی خزائن سے استفادہ کرنا چاہئے۔

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ خطبہ جمعہ کے آخر پر امام نیچے بیٹھتا ہے اور پھر اٹھ کر خطبہ ثانیہ پڑھتا ہے، وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 23 فروری 2020ء میں اس مسئلہ کے بارہ میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ یہ آنحضور ﷺ کی سنت ہے۔ چنانچہ کتب احادیث میں حضور ﷺ کا خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کا یہ طریق بیان ہوا ہے کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور جب وعظ و نصیحت وغیرہ سے فارغ ہوتے تو چند لمحوں کیلئے خاموشی سے نیچے بیٹھ جاتے اور پھر اٹھ کر خطبہ ثانیہ ارشاد فرماتے۔ اس کی وجہ جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے شاید یہ ہے کہ اس کے ذریعہ دونوں خطبوں میں فرق واضح کیا جاسکے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اگر کوئی امام کسی تکلیف کی وجہ سے بیٹھ نہ سکے تو وہ پہلا خطبہ دیکر چند لمحے خاموشی سے کھڑے رہ کر خطبہ ثانیہ پڑھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کیا کرتے تھے، جب آپ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے نیچے بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ اس وقت آپ پہلا خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد چند لمحوں کیلئے خاموشی سے کھڑے رہتے اور پھر خطبہ ثانیہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح جب میرا پتّے کا آپریشن ہوا تھا تو اس کے بعد جو پہلا جمعہ آیا تھا اس کے خطبہ کے دوران میں نے بھی یہی طریق اختیار کیا تھا کہ چند لمحے خاموشی سے کھڑے رہ کر خطبہ ثانیہ پڑھا تھا۔

سوال:۔ ایک جماعتی عہدیدار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں احمدی لڑکیوں کو غیر احمدی اور غیر مسلم مردوں سے شادی کی اجازت ملنے پر فکرمندی اور پریشانی کا اظہار کر کے اس بارہ میں راہنمائی چاہی؟ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 29 فروری 2020ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ اسلام کے بعض احکامات انتظامی نوعیت کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے عامۃ المسلمین کو تو ان میں کسی قسم کی تبدیلی کا اختیار نہیں دیا لیکن اپنے نبی اور اس کی نیابت میں خلفاء کو ان میں تبدیلی کرنے اور حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔

میرے نزدیک مسلمان مرد اور عورت کا غیر مسلموں کے ساتھ نکاح کا معاملہ بھی اسی قسم کے انتظامی معاملات میں سے ہے۔ پس احمدی مرد ہو یا عورت اس کا کسی غیر احمدی یا غیر مسلم سے نکاح کی اجازت کا معاملہ خلیفۂ وقت کی صوابدید پر ہے، کسی اور کے پاس اس کا اختیار نہیں۔ خلیفۂ وقت ہر کیس میں حالات کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ لہٰذا جب میرے سے اجازت کیلئے رابطہ کیا جاتا ہے تو آپ کا کام ہے کہ آپ اپنی رائے کے ساتھ مجھے رپورٹ بھجوائیں۔ آپ لوگوں کا اس سے زیادہ کام نہیں ہے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اطفال الاحمدیہ جرمنی کی Virtual ملاقات مؤرخہ 29 نومبر 2020ء میں ایک طفل کے اس سوال پر کہ کرونا وائرس کیلئے جو آجکل ٹیکہ آیا ہوا ہے کیا وہ ہمیں لگوانا چاہئے یا نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا:۔

جواب: اگر ثابت ہو جائے کہ وہ اچھا علاج ہے اور اگر گورنمنٹ کہتی ہے کہ لگواؤ تو لگوا لو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن پہلے اس کا لوگوں کو تجربہ تو ہو جائے کہ جن کو لگا ہے ان کو فائدہ بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ صرف سوئی چبونے کیلئے نہ ٹیکہ لگوا لو۔ اگر فائدہ ہوتا ہے تو ضرور لگوانا چاہئے، کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے عرض کیا کہ حضور اتنے سارے کام اکٹھے کس طرح کر لیتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:۔

جواب: ایک یہ کہ جب وقت ملے اپنا روز کا کام روز کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ دوسرا یہ کہ بعض دو دو کام ایک وقت میں بھی ہو جاتے ہیں۔ اب میں کسی کی باتیں سن رہا ہوں اور ساتھ کوئی خط بھی پڑھ لوں تو دو کام ایک وقت میں کرسکتا ہوں۔ اس طرح پھر تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ انسان کا ارادہ ہو کہ میں نے اپنا کام ختم کرنا ہے۔ جب کام ختم کرنے کا ارادہ ہو تو پھر انسان توجہ سے کام کرتا ہے تو کام ختم ہو جاتا ہے۔ تم لوگ بھی محنت کرو گے تو تمہارا کام بھی ختم ہو جایا کرے گا۔ اگر تم محنت کی عادت ڈال لو تو تم بھی اسی طرح کر لو گے، یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے عرض کیا کہ حضور اپنے خطبات جمعہ کی تیاری کس طرح کرتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:۔

جواب: بعض ریسرچ والے مضامین ہوتے ہیں۔ مثلاً آج کل میں صحابہ کی ہسٹری بیان کر رہا ہوں۔ اس میں جو ریسرچ والی ٹیم میرے ساتھ ہے وہ حوالے وغیرہ نکال کے مجھے دیتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے خطبات جو عموماً تحریک جدید پہ، وقف جدید پہ یا تربیت پہ میں دیتا ہوں اس کیلئے میں خود کوئی نہ کوئی قرآنی آیت لے کے اور پھر اس کی تشریح اور تفسیر کرنے کیلئے میں خود اپنے ہاتھ سے سارے حوالے تیار کر لیتا ہوں۔ اس میں بھی اگر کوئی حوالے لینے ہوں تو یہ ریسرچ ٹیم میری مدد کر دیتی ہے۔ بعض دفعہ میں خود ہی سارے حوالے نکال لیتا ہوں اور بعض دفعہ میں اپنی ٹیم سے کہتا ہوں کہ مجھے فلاں فلاں ریفرنس نکال کے دیدو۔ پھر میں خطبہ جمعہ تیار کر لیتا ہوں۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا ہے کہ ہم جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں، اور اگر وہ جانتا ہے تو پھر ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جواب: دیکھو ایک اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور ایک ہمارا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ فلاں شخص دوزخ میں جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ ہر شخص کو رستہ بتاتا ہے کہ تم یہ نیک کام کرو گے تو جنت میں جاؤ گے۔ یہ برے کام ہیں، یہ کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے انجام بخیر ہونے کی دعا مانگنی چاہئے کہ جب ہمارا مرنے کا وقت آئے تو اس وقت ہم اللہ کی باتوں پہ ایمان لانے والے ہوں تا کہ ہم جنت میں جائیں۔ یا ہماری ایسی کوشش ہو۔ قرآن شریف نے بھی ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ ہم اس وقت مریں جب اللہ تعالیٰ ہمارے سے راضی ہو۔ تو مقصد یہی ہے کہ ہم اُس وقت جنت میں جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ باقی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے وہ کسی کو بخش بھی دیتی ہے۔ ایک شخص کے بارہ میں روایت میں آتا ہے کہ وہ بہت گناہ گار تھا، اس نے بے شمار قتل کئے ہوئے تھے، ننانوے قتل کئے ہوئے تھے۔ اس کو خیال آیا کہ میں بڑا بُرا آدمی ہوں، میں اپنی اصلاح کرلوں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور میں جنت میں چلا جاؤں۔ وہ ایک مولوی کے پاس گیا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ میں نے اتنے قتل کئے ہیں، بہت گناہ گار ہوں۔ کیا میں جنت میں جا سکتا ہوں؟ اس نے کہہ دیا کہ نہیں تم جنت میں نہیں جاسکتے۔ تم دوزخ میں ہی جاؤ گے۔ اس پہ اس نے اس کو بھی قتل کر دیا کہ جہاں ننانوے قتل کئے ہیں ایک اور قتل کرو تا کہ سو پورے ہو جائیں۔ سو قتل کرنے کے بعد پھر اس نے کسی اور سے پوچھا کہ بھئی کوئی ایسا رستہ ہے جہاں میں اللہ کو راضی کرسکوں؟ اس شخص نے کہا ہاں فلاں شہر میں ایک شخص بیٹھا ہے وہ تمہیں صحیح رستہ بتا سکتا ہے، اس کے پاس جاؤ۔ جب وہ وہاں جا رہا تھا تو وہ راستے میں مر گیا، اس کو موت آگئی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو جس سے وہ قتل کر کے نکلا تھا اس سے دور کر دیا اور جس طرف وہ جا رہا تھا اس کو اس کے قریب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تمثیلی زبان استعمال کی۔ اور پھر فرشتوں کو کہا کہ جاؤ اور بتاؤ اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے۔ دونوں فرشتے آئے ایک دوزخ میں لے جانے والا اور ایک جنت میں لے جانے والا۔ اب دونوں لے جانے والوں میں جھگڑا ہو گیا۔ جو دوزخ میں لے جانے والا فرشتہ تھا وہ کہتا تھا کہ اس نے سو قتل کئے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ سے کہہ کر اس کو دوزخ میں ڈلوا دینا ہے۔ جو جنت میں لے جانے والا تھا وہ کہتا تھا کہ نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ جا کر اس کا راستہ ناپو۔ اس نے کہا اچھا۔ پھر فیصلہ یہ ہوا کہ ہم فاصلہ ناپتے ہیں اگر تو یہ اس شہر کے قریب ہوا جہاں یہ اپنے گناہ بخشوانے کیلئے جا رہا تھا تو یہ جنت میں چلا جائے گا اور اگر یہ اس شہر کے قریب ہوا جہاں سے یہ قتل کر کے نکل رہا تھا تو دوزخ میں جائے گا۔ پھر جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے وہ فاصلہ کم کر دیا اور جب فاصلہ ناپا گیا تو اس شہر کے وہ زیادہ قریب ہو گیا جہاں وہ گناہ بخشوانے کیلئے جا رہا تھا۔ اور صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا، ایک ہاتھ کا، (اس موقعہ پر حضور انور نے اپنے ہاتھ کی بالشت بنا کر اطفال کو دکھاتے ہوئے فرمایا) صرف اتنا فاصلہ اس طرف کم تھا اور دوسری طرف زیادہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا اور جنت میں لے گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے۔ اور ایک دوسری روایت بھی ہے کہ ایک شخص نے کسی کو کہا کہ کیا میں بخشا جاؤں گا؟ اس نے کہا نہیں، تم بہت گناہ گار آدمی ہو، تم نہیں بخشے جاسکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ جو نیک آدمی تھا، بڑی نمازیں پڑھنے والا تھا، اپنے آپ کو بڑا نیک سمجھتا تھا، اس کو کہا کہ تم کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے والے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا۔ پھر قسمت سے دونوں ایک ہی وقت میں اکٹھے مر گئے۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس نیک آدمی کو جس نے گناہ گار آدمی کو کہا تھا کہ تم دوزخ میں جاؤ گے اور میں جنت میں جانے والا ہوں، میری گارنٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہاری گارنٹی کہاں سے آ گئی؟ چلو تمہیں میں دوزخ میں ڈالتا ہوں اور جس کو تم کہہ رہے تھے کہ دوزخ میں جاؤ گے اور جنت میں نہیں جاؤ گے اس کو میں جنت میں ڈالتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت تو یہ ہے۔ اس لئے ہمارا کام یہ ہے کہ ہم کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز پہ قادر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن بھی ہے، اس کی رحمانیت بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے، بخشنے والا بھی ہے۔ تو آخر میں آ کر اللہ تعالیٰ اپنے فیصلہ کو بدل کے تقدیر بدل بھی سکتا ہے۔ جب اس میں ہر قدرت ہے تو اس کو یہ قدرت بھی ہے کہ وہ اپنا فیصلہ بدل دے۔ اس لئے اگر تم نے یہ کہہ دیا کہ جی اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم نے دوزخ میں جانا ہے تو چلو گناہ کرتے رہو کوئی بات نہیں۔ فلاں کام کرتے رہو، حرام چیزیں کھاتے رہو اور سور کھاتے رہو اور شراب پیتے رہو اور گناہ کرتے رہو تو کچھ نہیں ہو گا۔ اب اتنا کچھ کر لیا ہے، اللہ نے ہمیں کہاں بخشنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے نہیں، کوشش کرو، کوشش کرو میں آخر میں بھی تمہیں بخش سکتا ہوں۔ اس لئے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شروع میں ہی بخش دے اور پھر انسان یہ دعا مانگے کہ میرا انجام بخیر ہو اور میں آخر تک نیکیاں ہی کرتا رہوں۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے ناں؟ اللہ تعالیٰ مالک ہے اس کو ہر چیز کا اختیار ہے۔ وہ آخر میں آ کے تمہیں بخش بھی سکتا ہے۔ تم نے کہہ دینا ہے کہ میری تقدیر کا فیصلہ ہو گیا میں تو گناہ گار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر میں سو قتل کرنے والے کو بخش سکتا ہوں تو تمہیں بھی بخش سکتا ہوں۔

سوال: اسی Virtual ملاقات مؤرخہ 29 نومبر 2020ء میں ایک اور طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ کرونا وائرس کے ختم ہونے کے بعد دنیا پھر سے ویسے ہی نارمل ہوسکتی ہے جیسے پہلے تھی؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جواب: یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ نارمل ہو جائے گی لیکن کرونا وائرس کے بعد دنیا کے جو معاشی حالات، Economic حالات ہو گئے ہیں اس کا اثر دنیا پہ پڑے گا۔ اور اگر معاشی لحاظ سے کچھ نہ بھی ہو، اگر جنگ نہ بھی ہو تب بھی معاشی حالات کو Stable ہوتے ہوتے کئی سال لگ جائیں گے۔ لیکن عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ جب ایسے حالات ہوتے ہیں تو معاشی حالات بگڑتے ہیں اور پھر جنگوں کی صورت بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور آجکل جو دنیا کی حالت ہے وہ یہ ہے کہ جنگوں کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اگر کرونا وائرس کے بعد جنگ ہو جاتی ہے تو پھر اور بھی خطرناک حالات ہو جائیں گے۔ اور پھر اس کو نارمل ہوتے ہوتے بھی کئی سال لگ جائیں گے۔ اس لئے ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور جو دنیا والے ہیں اس عرصہ میں دنیا کی طرف جھکنے اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق مارنے اور غصب کرنے کی بجائے عقل کریں، ان کے لیڈر عقل کریں اور امن اور سکون سے رہنے کی کوشش کریں اور آپس میں اکٹھے ہو کے، دنیا کو ایک رکھ کے کوشش کریں تو جلدی دوبارہ نارمل حالات پیدا کر لیں گے۔ لیکن اگر انہوں نے یہ کوشش نہ کی تو پھر حالات نارمل نہیں ہوں گے۔ پھر حالات نارمل ہوتے ہوئے کئی سال لگیں گے اور بڑی خوفناک صورتحال پیدا ہو گی۔ ویسے مجھے لگ رہا ہے کہ کرونا وائرس ختم ہونے کے بعد کہیں جنگوں کے حالات نہ شروع ہو جائیں۔ اور پھر حالات نارمل ہوتے ہوتے کئی سال لگ جائیں گے۔ اس لئے ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ نہ کرے کہ جنگوں کے حالات ہوں اور جو دنیا کے لیڈر ہیں وہ عقل کریں اور یہ کوشش کریں کہ جلدی سے جلدی نارمل حالات قائم ہو جائیں۔ لیکن اس کے لئے یہی ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اگر اللہ کی طرف رجوع نہیں کریں گے تو پھر کوئی اور وبا، کوئی اور بلا، کوئی اور چیز ان پہ آئے گی اور پھر ان کو مار پڑے گی۔ تو جب تک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے، اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتے اور اس کے بندوں کے حق ادا نہیں کرتے اس وقت تک حالات نارمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہم احمدیوں کو بھی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے، تبلیغ کرنی چاہئے اور لوگوں کو بتانا چاہئے کہ دنیا کو حالات نارمل کرنے کیلئے ایک ہی علاج ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو، اللہ تعالیٰ کی طرف واپس آجاؤ، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے بنو اور اس کے بندوں کے حق ادا کرنے والے بنو۔ ٹھیک ہے؟

عبدالعلیم ۔ سکاربورو، کینیڈا

یادِ رفتگان

میرے والدِ محترم چوہدری عبدالحفیظ مرحوم

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

میرے والد ایک حد درجہ محبت کرنے والی شخصیت کہ جنہیں اپنی اولاد تو اولاد، اعزّا و اقارب بھی ان کے اصل نام سے پکارنے کی بجائے نہایت محبت بھرے انداز میں ''ابّی'' پکارتے تھے۔ آپ ہمہ جہت شخصیت، زندگی کی امنگوں سے لبریز اور مثبت سوچ سے سرشار تھے۔ ذاتی تجربات کو سبق آموز طریق میں بیان کرنے میں ماہر، دوسروں کے لئے نیک اور برمحل مشوروں کا خزانہ اور چھوٹے بڑے ہر شخص کی خوشی و کامیابی میں ایسے شریک کہ جیسے خود آپ کی اپنی خوشی ہو۔ گویا آپ مذکورہ بالا شعر کے جیتے جاگتے مصداق تھے۔۔۔!

ابتدائی زندگی

آپ کی ولادت پاکستان کے مردم خیز ضلع جھنگ میں دسمبر 1940ء میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم چوہدری محمد عبداللہ ایک نہایت شریف النفس، محنتی، ایماندار، ذہین اور منکسر المزاج سادہ انسان تھے۔ ہمارے والد صاحب دراصل ہمارے عزیز دادا جان کی شخصیت کا پرتو تھے۔ خاص طور پر زبردست یادداشت، بذلہ سنج مزاج، حس ظرافت، لسانیات پر عبور یعنی باترجمہ قرآن، فصیح و بلیغ اردو تحریر اور دفتری و بامحاورہ انگریزی میں یکساں مہارت محض اللہ کے فضل سے ہمارے والد صاحب کو دادا جان سے وراثت میں ودیعت ہوئی تھی۔ دادا جان مغربی پاکستان سیکرٹیریٹ میں سیکشن آفیسر تھے، اس لئے ملازمت کے سلسلے میں دادا جان کی تعیناتی مختلف شہروں جیسے لاہور، جھنگ، ساہیوال، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان وغیرہ ہوتی رہی۔ یوں والد صاحب کا بچپن مختلف شہروں میں گزرا اور مسلسل نقل مکانی کی وجہ سے آپ کے مشاہدہ و مطالعہ کی عادت پروان چڑھی۔ والد صاحب اس دور کی یادوں کو تربیت کے پیرائے میں دلچسپ، مزاح سے بھرپور اور معنی خیز سبق آموز واقعات کی شکل میں بیان کرتے۔

آپ نے میٹرک کے امتحان میں اپنے سکول میں اول پوزیشن حاصل کی۔ بی۔کام کی ڈگری کے حصول کے بعد عملی تجربہ کے حصول کے لئے کچھ عرصہ واپڈا اور حبیب بنک میں ملازمت کی۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے ایم کام (آنرز) ڈگری لی اور نیشنل بنک آف پاکستان میں ملازمت اختیار کی جہاں ریٹائرمنٹ تک ملازم رہے۔ آپ بنکاری کے شعبہ میں کہنہ مشق، محنتی اور اعلیٰ درجہ مہارت کے حامل تھے، چاہے برانچ مینیجر شپ ہو یا بنک کے ضلعی / ڈویژن سطح کے لاہور زونل آفس میں 34 برانچوں کا مینیجر کریڈٹ کا کام، سٹاف کالج کے کورسز ہوں یا نئے ملازمین کی تربیت و رہنمائی، ایڈوانسز ہوں یا ضابطے کی خلاف ورزی کے معاملات (ڈسپلنری کیسز)، انتظامی (ایڈمنسٹریٹو) عہدہ ہو یا قرضہ فراہمی (LOAN SANCTIONING) کیس کے معاملات میں دورے کرنا اور تفصیلی جانچ پڑتال۔۔۔ ہر عہدہ کی ضروریات کے موافق نگینے کی طرح موزوں ثابت ہوتے۔ آپ کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹس ہمیشہ شاندار رہیں جس کا بالواسطہ اظہار آپ کے افسران آپ کی ستائش میں اکثر کرتے رہتے۔ لیکن آپ کو خدمات، محنت اور کارکردگی کے لحاظ سے ترقیات نہ ملیں۔ اگرچہ آپ نے اس بات کو اپنے احمدی ہونے سے کبھی منسلک نہ کیا اور ہمیشہ یہی کہتے کہ پروموشن میں تاخیر ہمارے ملک میں عمومی ناانصافی کی فضا، آپ کی اپنی بے پناہ ایمانداری، رشوت ستانی سے نفرت اور آپ کی خوش آمد سے پرہیز کی عادت کی وجہ سے ہے۔ بہرحال آپ نے جب گولڈن ہینڈ شیک کے تحت 1998ء میں رضا کارانہ ریٹائرمنٹ لی تو آپ اسسٹنٹ وائس پریزیڈنٹ تھے، گو کہ آپ کی صلاحیتوں، اقتصادیات کے علم اور تجربہ کی رو سے آپ اس سے کہیں اعلیٰ عہدے کے حقدار تھے۔

خلافت سے تعلق اور دین سے محبت

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ سے محبت اور اسلام احمدیت کی غیرت میں بدرجہ اتم سرشار تھے۔ کسی کو خلافت کی نافرمانی کرتے دیکھتے تو مصلحتاً خاموش رہنے کی بجائے اسی وقت تنبیہ کرتے کہ بیعت بک جانے کا نام ہے، من مانی کا نہیں۔ اسی طرح تبلیغ میں بھی نڈر تھے۔ اکثر اپنی ملازمت کے دوستوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ دین حق اور مسیح وقت کا پیغام دیتے رہتے۔ آپ کا تبلیغ کا طریق حالات اور تعلقات کی نوعیت کے لحاظ سے کئی مدارج پر مشتمل تھا۔ قریبی دوستوں کو براہ راست تبلیغ کرتے لیکن ہمیشہ مناسب موقع کی تلاش میں رہتے ہوئے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ تبلیغ اندھادھند پیغام نہیں بلکہ مناسب وقت پر مناسب الفاظ کے انتخاب کا نام ہے۔ کئی بار جب آپ اپنے کسی غیر احمدی قریبی دوست کو شرک جیسے عقائد، جیسے وفات کے موقع کی رسوم، جنات پرستی اور دیومالائی ایمان، تعویز گنڈا، پیری مریدی، قبر پرستی وغیرہ سے ستایا ہوا دیکھتے تو اسے بتاتے کہ یہی خرابیاں تو ہیں جن کے لئے بطور حکم کسی امام کا آنا ضروری ہے۔ جبکہ عام لوگوں جیسے ویگن میں بیٹھے لوگ یا گوشت کی دکان پر کھڑے افراد کو اجتماعی طور پر دور حاضر کے خراب حالات سمجھاتے اور پوچھتے کہ اس کا علاج کیا ہے؟ اکثر اوقات میں نے انہیں لوکل ویگن وغیرہ میں حالات حاضرہ اور معاشرتی برائیوں کو اس ذہانت سے بیان کرتے سنا کہ جب تک ان کا اترنے کا مقام (سٹاپ) آتا، ویگن کے تمام افراد ان سے متفق ہوتے کہ آج کے پاکستان اور دنیا کو امام مہدی کی ضرورت ہے۔

آپ نماز میں باقاعدہ اور روزانہ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے۔ آپ نے 60 سال کی عمر کے بعد کئی آیات اور طویل سورتیں یاد کیں۔ اس عمر میں جب لوگ حوصلے ہار بیٹھتے ہیں ہر مہینے ان کی باجماعت نماز کی تلاوت میں نئی سورتوں کا اضافہ ہوتا رہتا۔ ہم حیران ہو کر دریافت کرتے تو کہتے کہ میری اچھی یادداشت کی وجہ اللہ کا فضل، قرآن سے پیار، خلفاء کی اطاعت کی برکت اور سورتیں یاد کرنے کا شوق ہے۔ حفّاظ سے اس قدر پیار کرتے کہ جب بھی کسی حافظ صاحب سے ملتے ان کو سینے سے لگاتے اور کہتے کہ حافظ صاحب آپ کی وجہ سے قرآن کو سینے سے لگالیا۔۔۔

آپ نے جماعتی خدمات کا بھی بارہا شرف حاصل کیا۔ آپ تقریباً 20 سال تک حلقہ سمن آباد۔ لاہور میں محاسب اور آڈیٹر کے طور پر کام

کرتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد حلقہ سمن آباد میں ظہر اور عصر کی نماز کی امامت کا شرف بھی کئی دفعہ حاصل ہوا۔ آپ ہمیشہ بڑے فخر سے بتایا کرتے کہ اسلامیہ پارک کی مسجد کی لائبریری کی ابتدائی ترتیب آپ کے ہاتھوں سے ہوئی۔ چندہ جات کی ادائیگی میں نہایت باقاعدہ تھے۔ اور رمضان المبارک میں تو اپنی استطاعت سے کہیں زیادہ چندہ دیتے۔ چندوں کی جملہ تحاریک جیسے نادار مریضاں، مریم فنڈ، بلال فنڈ، یکصد یتامیٰ، ہیومینٹی فرسٹ، ایم۔ٹی۔اے، دارالضیافت، تحریک جدید اور وقف جدید میں الگ الگ باقاعدگی سے چندہ دیتے اور اولاد کو بھی بار بار تلقین کرتے۔

1974ء کی احمدیہ مخالف تحریک کے دوران آپ پر شرپسندوں نے جھنگ کی گلیوں میں پتھراؤ بھی کیا۔ آپ تشکر الٰہی سے سرشار ہو کر بتاتے کہ اس پرآشوب دور میں چند بدنصیب لوگ دنیاداری میں پڑ کر احمدیت سے دور ہوگئے لیکن والد صاحب اور ہمارے خاندان کا خلافت احمدیہ سے تعلق ان واقعات کے بعد دوچند ہوگیا۔ خلفائے احمدیت بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ بارہا قریبی ملاقاتوں کا فیض بھی پایا، اور ان ملاقاتوں کو بیان کرتے ہوئے فرط جذبات سے اشکبار ہوجاتے۔ 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کا موقع ملنا آپ کی حسین یادوں میں سے تھا۔ کینیڈا آنے پر 2016ء میں پہلے ہی سال کے جلسہ سالانہ میں ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور اس موقع پر لی گئی تصویر آپ کی زندگی کا خوشگوار تجربہ تھا۔ وفات سے پہلے عمرہ کرنے کے ارادے سے مسلسل کچھ رقم پس انداز کرتے رہے، تاہم زندگی اور صحت نے وفا نہ کی اور یہ خواہش تشنۂ تکمیل رہ گئی۔

دُعا پر حد درجہ یقین تھا۔ ہمیشہ کہتے کہ مسیح وقت کی جماعت کا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے۔ گھر میں کوئی نیا سامان ہو، یا سفر کا وقت، نیا کپڑا ہو یا کسی اہم کام جیسے امتحان کا آغاز، اولاد کے رشتے کا معاملہ ہو یا کوئی بیماری، ہر مرحلے پر خدا سے دعا کی تلقین، خلیفہ وقت سے راہنمائی کے لئے خط کی نصیحت اور بکثرت استغفار کی ترغیب دیتے۔ روزانہ بچوں کے سکول جانے اور ہمارے دفتر جانے سے پہلے وہ اجتماعی دعا کرواتے۔ والد صاحب نے ہر کام سے پہلے اجتماعی دعا کی ایسی عادت راسخ کروادی کہ آج ان کی ساری اولاد ہر کام دعا کر کے شروع کرتی ہے۔ الحمدللہ۔ استغفار کا اس قدر کثرت سے التزام کرتے کہ نیند میں بھی اکثر استغفار کرتے سنائی دیتے۔

اپنی اولاد کو زیارت مرکز کروانے کا خاص شوق تھا، ربوہ سال میں کئی دفعہ جاتے اور اسے سب سے بڑی دینی و دنیاوی تفریح گردانتے۔

ربوہ میں رشتے داروں کے گھر ہونے کے باوجود دارالضیافت میں قیام کرتے، کہتے اسی بہانے مسیحؑ وقت کے مہمان بننے کا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔ واپسی پر ہر بار دارالضیافت میں خاطرخواہ چندہ دیتے اور ہمیں تلقین کرتے جب بھی یہاں آو، اللہ کے مسیحؑ کے لنگر کے مددگار بنو۔ بہشتی مقبرہ میں اپنے بڑھاپے کے باوجود قطعہ خاص کے بعد اپنے تمام مرحوم اعزا کی قبور پر انفرادی طور دعا کرتے اور ہمیں تلقین کرتے کہ ان سب جماعتی اور خاندانی بزرگوں کو سارا سال بھی دعاوں میں یاد رکھو۔

اولاد سے دوستانہ تعلق

بچوں کی تربیت کے لئے آپ کے طریق ایسے دلچسپ اور پراثر تھے کہ ہم آپ ہی کہ ان اصولوں پرعمل کررہے ہیں۔ آپ اپنی اولاد کے لئے باپ سے کہیں زیادہ قریبی دوست تھے۔ آج کے دنیاداری کے زمانہ میں بہت سے لوگ اپنی پریشانی میں والدین سے ذکر کی بجائے دوست ڈھونڈتے ہیں، ہمیں ایسی مشکل کبھی نہ ہوتی کہ کون ایسا دوست ہے جسے رازدار بناؤں، جس سے مشورہ مانگوں۔ کیونکہ والد صاحب کا شفیق پیکر ہمارے لئے ہمیشہ مددگار اور مسائل کے بہترین حل کا حامل ہوتا۔ مجھے ایسی کئی نشستیں یاد ہیں جو باقاعدہ دعا کے ساتھ شروع ہوتیں، سب سے پہلے خلیفہ وقت کی خدمت میں دعا کی درخواست کے لئے خط لکھنے کی تلقین، پھر سیر حاصل گفتگو اور آخر میں والد صاحب کا مدبرانہ، محبت بھرا، برموقع الفاظ سے مرصع مشورہ۔۔!

ہم بہن بھائی آپ سے ایسے بے تکلف تھے کہ لوگ بھی اس بات پر خوشگوار حیرت اور رشک کا اظہار کرتے۔ اولاد کو اپنے قریب ترکرنے کے لئے آپ نئی نسل کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی اختیار کرتے۔ ہم سے لطیفہ گوئی کرتے، ہماری پسند کی چیزوں سے متعلق ہم سے بات چیت کرتے، انہی بچپن اور جوانی کی دلچسپیوں میں اگر کچھ غیرضروری یا نقصان دہ نظر آتا تو تقابلی جائزہ کرکے پیار سے سمجھا دیتے۔ والد صاحب مجھے اور میرے بڑے بھائی عبداللطیف صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر لمبے فاصلے پیدل طے کرتے اور اس دوران زندگی کے تجربات کو ایسے پرلطف اور آسان ماحول میں بیان کرتے کہ نصیحت محض نصیحت نہیں بلکہ دلی مشورہ لگے۔ آپ اپنی بیٹیوں اور بہوؤں سے یکساں محبت سے پیش آتے۔ اسی طرح داماد کو بھی بیٹے کی طرح پیار کرتے۔ آپ کے اسی پیار بھرے برتاؤ کی وجہ سے آپ کو سب ابی یعنی میرے باپ کے پیارے لقب سے پکارتے۔

روزمرہ زندگی کے مشاغل اور کچھ یادیں

فطرت کے مشاہدہ اور معلومات عامہ کے شیدائی تھے، موسمیات ہو یا جغرافیہ، معاشیات ہو یا حالات حاضرہ، حیوانات و نباتات کی معلومات ہوں یا عکاسی (PHOTOGRAPHY) کا مشغلہ، ڈاک ٹکٹ ہوں یا کرنسی نوٹ اور سکے جمع کرنا، علم الطب ہو یا انجنیئرنگ، کار کے انجن کی معلومات ہوں یا گھریلو مشینری کو خود ہی ٹھیک کرنا، اقتصادیات کے عمیق مسائل ہوں یا بچوں کے لئے اپنے ہاتھ سے کاغذی یا برقی کھلونے بنانا۔۔۔ یہ ان کی ہمہ گیر شخصیت کے چند پہلو ہیں۔ میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ نا جانے اور کتنے ہی پہلو تھے جو ان کی ذات میں موجود تھے۔

زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کو مطالعہ کا شوق تھا اور جہاں جاتے کتب خانے کی رکنیت اختیار کرتے۔ اپنے گھر میں دینی اور دنیاوی علوم کی کتب اکٹھا کرنا، توجہ سے پڑھنا اور روزانہ رات کے کھانے کے وقت اولاد سے حاصل مطالعہ کا ذکر کرنا ان کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر، روحانی خزائن، تاریخ احمدیت، اور بہت سی جماعتی کتب ایک سے زائد بار پڑھیں۔ آپ کی سامسنگ ٹیبلٹ میں بھی خاکسار نے جماعتی اور دنیاوی کتب نصب کردی تھیں جنہیں وہ آخری عمر تک روزانہ شوق سے پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ کینسر کی شدت میں آنے والے اپنے آخری رمضان المبارک میں بھی قرآن کی تلاوت کرتے رہے اور پہلے سات روزوں میں سات سپارے پڑھ لئے۔ مگر مئی 2020ء کے پہلے ہفتہ سے طبیعت خراب ہوتی چلی گئی، پھر بھی ہسپتال جانے سے 2 دن قبل تک روزانہ مطالعہ کی عادت جاری تھی اور شدید کمزوری کے عالم میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بارے میں کتاب۔ ایک بندہ خدا۔ کو تیسری بار پڑھا۔ آپ کہتے تھے کہ ہر روز نئی بات سیکھو، پڑھو اور عمل کرو کیا پتہ کل زندگی ختم ہو جائے۔ اس اصول پر آپ تادم وصال عمل کرتے رہے۔ ترجمہ قرآن، دینی و دنیاوی علوم پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ اسی لئے کسی بھی شعبہ زندگی کے فرد کے ساتھ جب آپ متکلم ہوتے تو اس شخص کو ایسے لگتا گویا وہ اپنے ہم خیال اور ہم پیشہ سے بات کررہے ہوں۔ بچوں، جوانوں اور عمر رسیدہ لوگوں کے ساتھ ان کی دلچسپی، ان کے مطابق زندہ دلی اور خندہ پیشانی سے بات کرتے، اسی لئے ہر دلعزیز تھے۔

مہمان نواز ایسے کہ آپ کا گھر خاندان کے قریبی اور دور کے رشتہ داروں کے لئے یکساں طور پر کھلا رہتا، صبح، شام حتیٰ کہ آدھی رات کو بھی مہمان آتے تو خندہ پیشانی سے ملتے۔ نہایت زیرک، تجربہ کار، امین، معاملہ فہم اور منصفانہ طبیعت کے حامل تھے اسی لئے لوگ آپ سے مشورہ لیتے اور عمل بھی کرتے۔ ایک دفعہ گھر میں اگلے دو ماہ میں مہمانوں کی خاندان میں مختلف تقاریب کی وجہ سے آمد متوقع تھی۔ آپ نے بنک سے قرضہ لے لیا تاکہ مہمان نوازی میں کمی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو بھی آپ کی یہ قربانی ایسی پسند آئی کہ اگلے سال انہیں غیرمتوقع انعامی رقوم (ملازمتی بونس) مسلسل ملتے رہے۔ خاندان کی کئی بچیوں کے رشتہ میں مشاورت، اعزاء کے بچوں اور بچیوں کی ملازمت کے معاملات میں براہ راست مدد اور مشورہ، تعلیم کے سلسلے میں نصائح دیتے رہتے۔

گھر کو صاف ستھرا رکھنا، ہر چیز اور سامان کو قرینے سے رکھنا، باغبانی، گھر کے آلات کو خود ہی مرمت کرنا، اعلیٰ صحت کے لئے پیدل چلنا، کرکٹ، بیڈمنٹن کھیلنا، ذہنی جلا کے لئے سکریبل (SCRABBLE) کھیلنا اور قسما قسم کے عطر (PERFUMES) استعمال کرنا آپ کے من پسند مشاغل میں سے تھا۔ صفائی پسند ایسے کہ کبھی روزانہ غسل اور وضو میں ناغہ نہیں کیا۔

کینسر کی علالت میں بھی اپنے کام خود کرنے کی مقدور بھر کوشش کرتے، بیماری میں بھی اپنے کپڑے ضد کرکے خود استری کرتے۔ کینسر کے علاج، ریڈی ایشن کے تکلیف دہ ایام کو صبر سے برداشت کیا، نہ کبھی درد سے کراہتے، نہ کبھی شکوہ کیا۔ آخری علالت میں کہتے کہ ساری زندگی اللہ کے فضل سے اچھی گزری، یہ کینسر کی مشکل گھڑی بھی مشیت ایزدی ہے، جو ہوگا بہتر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمارے والدمرحوم اور ہماری والدہ (اللہ انہیں لمبی صحت والی زندگی دے) کو بے پناہ برداشت، وسعت حوصلہ اور صبر عطا کیا ہے۔ دونوں نے اپنی جوان بیٹی (ہماری بہن نزہت فخر) کی 2003ء میں صرف 29 سال کی عمر میں وفات کے صدمہ کو راضی بالرضا رہتے ہوئے قبول کیا اور بفضل تعالیٰ مثالی صبر کا مظاہرہ کیا۔ والد صاحب جوانی سے ہی کمر درد کے عارضہ میں بھی مبتلا تھے لیکن اس تکلیف کو آپ نے ہمیشہ خندہ پیشانی سے برداشت کیا، کہا کرتے اللہ کی آزمائش ہے وہی ہمت بھی دیتا رہتا ہے!!

والدصاحب، والدہ، میری ہمشیرہ تسنیم کوثر اور خاکسار کے کنبہ نے 2016ء میں کینیڈا ہجرت کرکے سکونت اختیار کی۔ والد صاحب کے لئے یہاں آکر پاکستان کے مقابلے میں سب سے بڑی خوشی، وضو کے لئے ہر وقت پانی کی موجودگی تھی۔ اسی طرح کئی دہائیوں بعد اپنی مسجد میں اذان سننا اور جماعت کو حاصل مجموعی آزادی پر بار بار شکر کرتے۔ کینسر کے آپریشن سے دو ہفتہ پہلے بھی شدید تکلیف میں مسجد جاکر اجلاس میں شرکت کی۔

اکثر کہا کرتے کہ جب کسی انسان کی تعریف کرو تو اس تعریف کو اللہ کی طرف منسوب کرو اور کہو، اللہ کا احسان کہ اس نے یہ خوبی آپ میں ودیعت کی۔ اسی طرح غیراللہ کے لئے عظیم کا لفظ استعمال کرنا آپ کو سخت ناگوار گزرتا۔ آپ ہمیں سمجھاتے ہوئے کہتے کہ عظیم صرف اللہ کی ذات ہے۔ کسی عام انسان کو عظیم (گریٹ) کہنا مناسب نہیں۔ اپنی یادداشتوں کی ڈائری میں انہوں نے وفات سے پہلے بطور وصیت ہمیں نماز اور تلاوت قرآن میں باقاعدگی، خلافت سے مضبوط تعلق قائم کرنے، اور چندوں کی زیادہ سے زیادہ مدات میں تواتر اور دوام کے ساتھ شمولیت کی نصیحت کی۔

وفات

بفضل تعالیٰ ماسوائے دیرینہ کمر درد کے، آپ تمام عمر ذیابیطس، فشارخون اور دیگر بیماریوں سے آزاد رہے۔ آپ نے کبھی سگریٹ نوشی کی، نہ پان اور سپاری استعمال کی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے لئے کوئی تو سبب بنتا تھا۔ چنانچہ اس سب احتیاط کے باوجود 2019ء میں گلے کا سرطان (CANCER) ہوگیا۔ مارچ 2019ء میں ٹورنٹو میں گلے کے کینسر کی تشخیص ہوئی، جون میں 10 گھنٹے آپریشن کے بعد کینسر کی باقیات کو نکال دیا گیا۔ ستمبر میں تابکاری علاج (RADIATION THERAPY) ہوا، دسمبر تک ڈاکٹروں کے بقول گلے کا کینسر ٹھیک ہوگیا تھا۔ لیکن (METASTATIC RELAPSE) ہوا اور اس بارفروری 2020ء میں پھیپھڑوں پر کینسر کا شدید حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر کرونا سے مکمل طور پر محفوظ رکھا، لیکن بایاں پھیپھڑا کینسر نے ناکارہ کردیا، دوسرے پھیپھڑے میں کینسر کی وجہ سے پانی بھر گیا اسی حالت میں 9 جون 2020ء کو جان آفرین کے سپرد کردی۔ احمدیہ قبرستان برمپٹن، کینیڈا میں تدفین ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

آپ کی وفات پر دنیا کے طول وعرض سے تعزیتی پیغام اس کثرت سے موصول ہوئے کہ جس نے ثابت کیا کہ قریبی اور دور کے اعزا واقارب ہمارے پیارے ''ابی'' کے لئے کس قدر محبت اور تعظیم کے جذبات رکھتے تھے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اللہ کرے کہ آپ خدائے بزرگ وبرتر کی بے پناہ بخشش، مغفرت، رحمتوں اور برکتوں کے وارث ہوں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے آپ کے ساتھ بے حد رحم کا سلوک کرے، جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا

جاذب محمود۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

خلفاء احمدیت کے حق میں پوری ہونے والی بعض پیشگوئیاں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک بنیادی اصول یوں بیان فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ (النور:56)

’’تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے ساتھ کیے گئے ایک وعدہ کا ذکر فرمایا ہے۔

مذہب کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے اپنے خلفاء کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور ان کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے مقبولین کی زبانوں سے قبل از وقت خبریں دیتا ہے۔

چنانچہ زیرِ نظر مضمون میں ایسی ہی چند پیش خبریوں کا ذکر کیا گیا ہے جو خلفائے احمدیت کے متعلق بزرگان سلف نے بیان کی ہیں۔

آنے والے مہدی کا قریب ساتھی

حضرت محی الدین ابن عربیؒ جنہیں شیخ اکبر کہا جاتا ہے اور آپ کی کتب امت مسلمہ میں خاص اہمیت کی حامل ہیں، اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں آنے والے مہدی کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا:

لَهُمْ حَافِظٌ لَيْسَ مِنْ جِنْسِهِمْ مَا عَصَى اللّٰهَ قَطُّ هُوَ أَخَصُّ الْوُزَرَاءِ وَأَفْضَلُ الْاَمْنَاءِ

یعنی ان میں سے ایک حافظ ہوگا۔ جو ان کی جنس میں سے نہیں ہوگا۔ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہوگی۔ وہی اس موعود کا وزیر خاص اور بہترین امین ہوگا۔

(فتوحات مکیہ جلد 6 صفحہ 52 دار الکتب العلمیۃ 2006ء)

پس یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حق میں صاف صاف پوری ہوئی۔ آپؓ حافظِ قرآن تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریبی رفیق۔ چنانچہ آپؓ جس قدر اعلیٰ اخلاق، نیکی اور تقویٰ کے مقام پر فائز تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین کے لیے اسے ایک مثال قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

(آسمانی نشان، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 411)

1910ء میں ایک حادثہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات سے چند برس پہلے آپؓ گھوڑے سے گرنے کے باعث زخمی ہوئے اور آپ کے چہرہ پر اس زخم کا نشان رہا۔ اس طرح آپ پر حضرت عمرؓ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ

مِنْ وَلَدِیْ رَجُلٌ بِوَجْهِهٖ شُجَّةٌ یَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا

(تاریخ الخلفاء صفحہ 171 از امام جلال الدین السیوطی مکتبۃ نزار مصطفی الباز 2004ء)

یعنی ’’ایک شخص میری اولاد سے ہوگا جس کے چہرہ پر نشان ہوگا (یعنی جس کے منہ اور سر کے کسی حصہ میں ایسا زخم لگے گا جو ہڈی تک پہنچا ہوگا۔) وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔‘‘

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک خواب میں حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کو گھوڑے سے گرتے دیکھا۔

(تذکرہ صفحہ 671)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جبکہ آپ اُن دنوں تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر تھے اِس پیشگوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

’’پیشگوئی کا ایسے وقت میں ہونا جب آپ کے پاس کیا، قادیان کے احمدیوں میں سے کسی کے پاس بھی گھوڑا نہ تھا۔ پھر اس عرصہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا فوت بھی ہوجانا اور اس پیشگوئی کا بالکل ظہور نہ ہونا۔ پھر کسی شخص کا عزیزم عبدالحیی سلّمہ اللہ تعالیٰ کو گھوڑا ہدیۃً پیش کرنا اور خریدا ہوا نہ ہونا۔ نواب صاحب کے خود آکر ملنے کے باوجود حضرت مولوی صاحب کا وہاں تشریف لے جانا۔ رکابوں کا چھوٹا ہونا اور باوجود کہنے کے آپ کا بچوں کی تکلیف کے خیال سے اُن کے لمبے کرنے سے منع کرنا۔ احباب کا ساتھ چلنے کی خواہش کرنا اور آپ کا روک دینا۔ گھوڑے کا بِدک کر تیز ہوجانا اور دونوں ساتھیوں کا پیچھے رہ جانا اور پھر آپ کا خاص اُس جگہ پر گرنا جہاں پتھر تھے، ایسے عجیب واقعات ہیں کہ سوائے اِس کے کہ یقین کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کے خاص ارادے کے ماتحت حضرت صاحب کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے ہوئے ہیں اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔‘‘

(تشحیذ الاذہان جلد 5 نمبر 11 نومبر 1910ء صفحہ 404)

اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا

پانچویں صدی ہجری کے ایک عالم امام یحییٰ بن عقبؒ نے آنے والے مہدی کے نشانات کا ذکر اپنے اشعار میں کیا۔ مہدی کے بعد آنے والے جانشینوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَا مَا جَاءَهُمُ الْعَرَبِيِّ حَقًّا
عَلَى عَمَلٍ سَيَمْلِكُ لَا مَحَالَ
وَيَفْتَحُوْنَهَا مِنْ غَيْرِ شَكٍّ
وَكَمْ دَاءٍ يُنَادِيْ بِابْتِهَالٍ
وَمَحْمُوْدٌ سَيَظْهَرُ بَعْدَ هٰذَا
وَيَمْلِكُ الشَّامَ بِلَا قِتَالٍ

(شمس المعارف الکبریٰ صفحہ 358 از احمد البونی مؤسسۃ النور بیروت 2006ء)

یعنی ’’حضرت امام مہدی کے بعد ایک عظیم الشان عربی النسل آئے گا جو خلیفہ برحق ہوگا (یا یہ حق بات ہے کہ وہ عربی نسل ہوگا) اور نیک عمرو سیرت اور بلندمرتبت کے باعث وہ روحانی بادشاہت کا ضرور وارث ہوگا اور اس کے زمانہ میں بلاشک ممالک فتح ہوں گے۔ بے شمار دعائیں کرنے والے اسلام کی فتح (قدرت ثانیہ کے ظہور) کے لئے دعائیں کریں گے اور اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا اور بغیر جنگ کے ملک شام کا مالک ہوگا۔‘‘

یہ پیشگوئی بتصریح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود میں پوری ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ایشیا کے علاوہ، افریقہ، امریکہ، اور یورپ میں پھیلنا شروع ہوگیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ کے بعد آئے، اور آپ کا نام محمود تھا۔

دساتیر آسمانی میں پیشگوئی

دساتیر آسمانی قدیم فارسی نبی حضرت زرتشتؑ اور دیگر فارسی انبیاء کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں ایسی پیشگوئیاں ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ ایک جگہ مذہب اسلام کی حالت کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

’’چون ہزار سال تازی آئین را گذرد چنان شود آن آئین از جدائیہا کہ اگر بایین گر نمایند ندانندش۔‘‘

(دساتیر آسمانی جلد 2 صفحہ 302 ملا فیروز بن کوس بمبئی 1818ء)

پھر فرمایا کہ اس وقت ایسا ہوگا کہ:

’’و روز بروز جدایی و دشمنی در آنہا افزون شود...پس با بید شما خوبی ازین۔ واگر ماند یکدم از مہین جرج انگیزم از کسان تو کسی...و آیین و آب تو بتو رسانم ...و پیغبری و پیشوائی از فرزندان تو بر نگیر۔‘‘

(دساتیر آسمانی جلد 2 صفحہ 294 ملا فیروز بن کوس بمبئی 1818ء)

اس پیشگوئی کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں کیا:

’’پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر خود شارع (ﷺ) کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا۔......اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے۔......جب ایسا ہوگا تو تمہیں خوشخبری ہو اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو تیرے لوگوں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو تیری گمشدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے اُٹھاؤں گا۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 66)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سگے بیٹے تھے جو آپ کے بعد دوسرے خلیفہ بنے اور پیشگوئی میں مذکور یہ الفاظ کہ ’’میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے اُٹھاؤں گا۔‘‘ کے مصداق ہوئے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب ولی کی پیشگوئی

حضرت نعمت اللہ صاحب ولی صاحب کشف مشہور صوفی بزرگ اور شاعر تھے۔ آپ نے آنے والے مسیح و مہدی کے زمانہ اور اس کی بعثت و کارناموں پر ایک قصیدہ لکھا۔ چنانچہ اس قصیدہ میں مذکور دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ ساتھ ایک پیشگوئی یہ لکھی ہے کہ

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

(پیش گوئی از حضرت نعمت اللہ شاہ ولی صفحہ 36 نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور 2007ء)

یعنی ’’اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا بیٹا یادگار رہ جائے گا۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’نعمت اللہ صاحب ولی کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور مسیح موعود نے اس کا ذکر کیا ہے جس میں لکھا ہے ’’پسرش یادگار مے بینم‘‘۔ صرف خلافت کا اس میں ذکر نہیں ہے حضرت مسیح موعود اور میرے درمیان خلافت

تو ایک اور بھی ہوئی ہے۔ جو بہت بڑی خلافت تھی مگر نعمت اللہ صاحب ولی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو پھیلایا جائے گا وہ میرا زمانہ ہے۔ اور میرے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی خاص برکات نازل ہوں گی۔ اس لئے اس کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 21 اکتوبر 1927ء مطبوعہ خطباتِ محمود، جلد 11 صفحہ 223)

پس حضرت مصلح موعودؓ کا 52 سالہ دورِ خلافت جو بے شمار ترقیات کا حامل تھا۔ آپ نے جماعت کے بنیادی نظام کو تشکیل دی اور جماعت کو ایک نئے دور میں داخل کیا۔

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے دو بیٹے

حضرت مصلح موعودؓ کو ایک دفعہ رؤیا میں ابراہیم موسوم کیا گیا۔ (الفضل 7 مارچ 1944ء، رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 13) اسی مشابہت کے تحت آپؓ کو قادیان سے ربوہ ہجرت کرنی پڑی اور ایک نیا مرکز اسلام شروع کرنا پڑا۔

(الفضل 18 فروری 2022ء صفحہ 47)

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کو یہ بھی بشارت دی گئی کہ آپ کے بعد حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوں گے۔

(عرفانِ الٰہی، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 350)

یہ پیشگوئی آپؓ کے بعد آپ کے دو صاحبزادوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ منتخب ہوئے پر اطلاق پائی۔

بیٹا اور پوتا

طالمود میں حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بارے میں پیشگوئی موجود ہے۔ لکھا ہے:

"Others say that the kingdom of the Messiah will endure for thousands of years, as 'when there is a good government it is not quickly dissolved.' It is also said that He shall die, and His kingdom descend to His son and grandson. In proof of this opinion Isaiah xlii.4 is quoted: 'He shall not fail, nor be discouraged, till He have set judgment in the earth.'"

The Talmud by Joseph Barclay [London: J.Murray) ((1878)], p. 37

یعنی ''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔ اس رائے کے ثبوت میں یسعیاہ باب 42 کی آیت 4 پیش کی جاتی ہے کہ وہ ماند نہ ہو گا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے۔''

پس آنے والے مسیح ابن مریم کے بارے میں یہ پیشگوئی پوری حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر پوری ہوئی۔

پوتے کی بشارت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک پوتے کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا:

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ

(تذکرہ صفحہ 519 ایڈیشن چہارم 2004ء)

یعنی ہم تمہیں ایک بچہ کی بشارت دیتے ہیں جو تمہارا پوتا ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس الہام کی ذاتی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔''

(تذکرہ صفحہ 519 ایڈیشن چہارم 2004ء)

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہو گا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہو گا۔''

(الفضل 8 اپریل 1915ء صفحہ 5، رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کا ذکر بطور نشان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:

وَبَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ

یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہو گا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ

یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہو گا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 228-229)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بعض اور الہامات بھی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا:

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى

میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔

(تذکرہ صفحہ 626 ایڈیشن چہارم 2004ء)

حضورؑ نے یہ بھی تعبیر فرمائی کہ یہاں یحییٰ سے مراد ایک لمبی عمر پانے والا لڑکا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضرت یحییٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (مریم:13)

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔

پس اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی بچپن میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا اور قرآن کریم کی ایسی خدمت کرنے کا موقعہ آپ کو نصیب کیا گیا کہ خلفاء احمدیت میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔

اِس دور کا موسیٰ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ (المؤمن:27)

اور فرعون نے کہا مجھے ذرا چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے۔

اسی آیت کا ٹکڑا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہام ہوا۔ چنانچہ آپؑ لکھتے ہیں:

''میری طبیعت الہام کی طرف منحدر ہوئی اور الہام کے رو سے خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے۔

ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی

یعنی مجھ کو چھوڑو تا میں موسیٰ کو یعنی اِس عاجز کو قتل کر دوں۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 218-219، تذکرہ صفحہ 219 ایڈیشن چہارم 2004ء)

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک رؤیا یوں بیان کرتے ہیں:

''میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اُٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکرِ کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے و گاڑیوں و رتھوں کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آ گیا ہے۔ میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا۔

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ

اتنے میں میں بیدار ہو گیا۔ اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 153 مطبوعہ 2018ء)

اسی رؤیا کی تشریح کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا وقت بھی آوے جب جماعت کو کوئی یاس ہو مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس وقت یہ پورے زور لگائیں گے تا کہ قتل کے مقدمہ کی حسرتیں نہ رہ جائیں کہ کیوں چھوٹ گیا۔ یہ لوگ ان باتوں پر یقین نہیں رکھتے جو خدا کی طرف سے میں پیش کرتا ہوں مگر وہ دیکھ لیں گے کہ اِکُرَامًا عَجَبًا کیسے ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 178-179 مطبوعہ 2018ء)

قرآن کریم قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے۔ پس اس آیت میں قرآن کریم کی دیگر آیات کی طرح ایک پیشگوئی ہے۔ یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ذات میں پوری ہوئی جب آپؒ پاکستان سے ہجرت کر کے لندن تشریف لائے اور صرف اس لیے آئے کہ حکومت آپؒ کے خلاف تھی۔ جنرل ضیاء الحق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے معاملے میں آخری زمانے کے فرعون تھے۔

5 جولائی 1985ء کو اپنے خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ ان پر یا ان کے خلفاء میں سے کسی پر اطلاق پائے گی۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، اس لیے حضورؒ نے اعلان کیا کہ یہ پیشگوئی ان کی ذات میں پوری ہوئی۔ فرمایا:

''حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ الہام ہے۔ لیکن یہ آپ کے کسی غلام کی شکل میں پورا ہونا تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ میری ذات یعنی خلیفۃ المسیح

الرابع کے سوا آج سے پہلے کسی خلیفہ کے متعلق قوم نے یہ آواز بلند نہیں کی کہ اس کو پکڑو اور قتل کرو اور قتل کا جھوٹا الزام لگایا جس طرح حضرت موسیٰ پر بھی قتل کا جھوٹا الزام لگایا گیا تھا۔''

(خطبہ جمعہ 5 جولائی 1985ء مطبوعہ خطباتِ طاہر جلد 4 صفحہ 599)

اللہ تعالیٰ اسی مضمون کو قرآن کریم میں آگے یوں فرماتا ہے:

اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّبَدِّلَ دِیۡنَکُمۡ اَوۡ اَنۡ یُّظۡہِرَ فِی الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ (المؤمن:27)

یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا یا زمین میں فساد پھیلا دے گا۔

حضورؒ نے فرمایا کہ یہ واقعی عجیب بات ہے کہ حکومت پاکستان کی جانب سے احمدیوں کی مخالفت اور غیرمسلمان قرار دینے کے یہ دو ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں کہ احمدی اسلام کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، یا یہ کہ انہیں انگریزوں نے زمین میں فساد پھیلانے کے لیے بویا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی

حضرت مسیح موعودؑ اپنی خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اُٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 459 مطبوعہ 1988ء)

جیسا کہ قارئین نے اندازہ لگایا ہوگا، یہ رسم نیوزی لینڈ کے معروف مقامی قبیلے ماوری (Māori) لوگوں میں سب سے زیادہ رائج ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کرشن جی کا ذکر کیوں کیا گیا؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندوؤں اور ماوری لوگوں میں بہت سی مماثلتیں ہیں۔ ان کے رسم و رواج اور زبانیں ملتی جلتی ہیں، اور جدید تحقیق نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ماوری لوگوں نے ہندوستان سے ہجرت کی۔ ڈی این اے (DNA) سے پتہ چلتا ہے کہ ماوری خواتین جنوب مشرقی ایشیاء سے شاید 6,000 سال پہلے آئی تھیں، جو کہ کرشنا کی پیدائش کے وقت کے قریب بھی ہے۔

(مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں

Decoding Māori Cosmology:The Ancient Origins of New Zealand's Indigenous Culture (2018))

چنانچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1989ء میں نیوزی لینڈ تشریف لے گئے تو آپ کو اس رسم سے تعجب ہوا جو اس وقت اس سے بے خبر تھے۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا خواب کو پڑھ کر انہیں معلوم ہوا کہ ملک میں یہ رسم پہلے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ یہ خواب بھی ان کی ذات میں پورا ہوا۔

(خطبہ جمعہ 17 جنوری 2003ء، الفضل انٹرنیشنل 21 فروری 2003ء صفحہ 8)

زمینداری کا ماہر

رسول اللہ ﷺ آنے والے مسیح کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یَخۡرُجُ رَجُلٌ مِنۡ وَرَاءِ النَّہۡرِ یُقَالُ لَہُ الۡحَارِثُ حَرَّاثٌ، عَلٰی مُقَدِّمَتِہٖ رَجُلٌ یُقَالُ لَہُ مَنۡصُوۡرٌ، یُوَطِّیءُ أَوۡ یُمَکِّنُ لِآلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا مَکَّنَتۡ قُرَیۡشٌ لِرَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰی کُلِّ مُؤۡمِنٍ نَصۡرُہٗ

(سنن ابو داؤد، کتاب المھدی حدیث نمبر 4291)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یعنی روایت ہے علی کرّم اللہ وجہہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص پیچھے نہر کے سے نکلے گا یعنی بخارا یا سمرقند اس کا اصل وطن ہوگا اور وہ حارث کے نام سے پکارا جاوے گا یعنی باعتبار اپنے آباؤ اجداد کے پیشہ کے افواہ عام میں یا اس گورنمنٹ کی نظر میں حارث یعنی ایک زمیندار کہلائے گا پھر آگے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کیوں حارث کہلائے گا اس وجہ سے کہ وہ حرّاث ہوگا یعنی ممیّز زمینداروں میں سے ہوگا اور کھیتی کرنے والوں میں سے ایک معزز خاندان کا آدمی شمار کیا جاوے گا۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار و سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جاوے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہوگا۔ اس جگہ اگرچہ اُس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں ہے بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اُس حارث کو دی جائے گی...... وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال ہے مگر خدائے تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اُس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔ اب بقیہ ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ حارث جب ظاہر ہوگا تو وہ آل محمد کو (آل محمد کے فقرہ کی تفسیر بیان ہو چکی ہے) قوت اور استواری بخشے گا اور ان کی پناہ ہو جائے گا یعنی ایسے وقت میں کہ جب مومنین غربت کی حالت میں ہوں گے۔ اور دین اسلام بیکس کی طرح پڑا ہوگا اور چاروں طرف سے مخالفوں کے حملے شروع ہوں گے۔ یہ شخص اسلام کی عزت قائم کرنے کے لئے بقوت تمام اُٹھے گا اور مومنین کو جہال کی زبان سے بچانے کے لئے بجوش ایمان کھڑا ہوگا اور نورعرفان کی روشنی سے طاقت پاکر انکو مخالفوں کے حملوں سے بچائے گا اور اُن سب کو اپنی حمایت میں لے لے گا۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 148-150 حاشیہ)

آپؑ نے مزید فرمایا:

''ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاث آنے والا جو ابوداؤد کی کتاب میں لکھا ہے یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کی رُو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 135 حاشیہ)

یہ حدیث ہمارے موجودہ خلیفہ کی ذات میں بھی اجمالی رنگ میں پوری ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے والد ماجد کا نام منصور تھا۔ 1976ء میں حضور نے فیصل آباد یونیورسٹی سے زرعی معاشیات میں ڈگری حاصل کی۔ آپ زراعت میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ گھانا میں کامیابی سے گندم اُگانے والے پہلے شخص آپ ہیں۔ لہٰذا اگرچہ اس پیشگوئی کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس پر بھی یہ پیشگوئی اطلاق پا سکتی ہے۔

بلادِ عرب میں احمدیت

مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ فرمودہ 23 نومبر 1945ء میں ایک طویل رؤیا بیان فرماتے ہیں۔ حضورؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ وہ عربی بلاد میں ہیں اور ایک موٹر میں سوار ہیں۔ ساتھ ہی ایک اور موٹر ہے جو غالباً میاں شریف احمد صاحبؓ کی ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے اور اس میں کچھ ٹیلے سے ہیں ایک جگہ جاکر میاں شریف احمد صاحبؓ کی موٹر کسی اور طرف چلی گئی ہے۔ جب حضورؓ موٹر سے اترے تو دیکھا کہ بہت سے عرب جن میں کچھ سیاہ رنگ کے ہیں اور کچھ سفید رنگ کے، آپ کے پاس آئے اور ان سے عربی میں گفتگو ہوئی۔ حضورؓ فرماتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں ہم عربی بلاد سے آئے ہیں اور ہم قادیان گئے اور وہاں معلوم ہوا کہ آپ باہر گئے ہیں اور ہم آپ کے پیچھے چلے یہاں تک کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس پر میں نے ان سے پوچھا۔ کس غرض سے آپ تشریف لائے ہو؟ تو ان میں سے لیڈر نے جواب دیا ہم اقتصادی اور تعلیمی اور غالباً سیاسی معاملات میں مشورہ کرنے آئے ہیں۔ اس پر میں ڈاک بنگلہ کی طرف مڑا اور ان سے کہا کہ مکان میں آجایئے، وہاں مشورہ کریں گے۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میز پر کھانا چنا ہوا ہے اور کرسیاں لگی ہیں اور میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی انگریز مسافر ہوں۔ ان کے لئے یہ انتظام ہو اور میں آگے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں فرش پر کچھ پھل اور مٹھائیاں رکھی ہیں اور ارد گرد اس طرح بیٹھنے کی جگہ ہے جیسے کہ عرب گھروں میں ہوتی ہے۔ میں نے ان کو وہاں بیٹھنے کو کہا اور دل میں سمجھا کہ یہ انتظام ہمارے لئے ہے۔ ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ میری آنکھ کھل گئی۔

(خطبہ جمعہ 23 نومبر 1945ء، مطبوعہ خطباتِ محمود، جلد 26، صفحہ 492 تا 493)

اس خواب کی حضورؓ نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عرب میں احمدیت پھیلے گی۔ مزید معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے مراد حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ مختلف راستوں پر چلنے والی موٹرز کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ عربوں کو تبلیغ کرنے کے لیے حضرت مصلح موعودؓ کا طریقہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا طریقہ حسبِ حالات مختلف ہو گا۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے زمانے کے مطابق کتابوں اور اخبارات کے ذریعے تبلیغ کی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت کے مطابق MTA 3 العربیہ کا اجراء کیا۔ علاوہ ازیں عربی زبان میں احمدیہ لٹریچر کے لیے ایک ویب سائٹ شروع کی اور اس کے علاوہ دیگر منصوبے بھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے بین الاقوامی سطح پر عربوں سے عربی زبان میں خطاب کیا۔

قادیان سے باہر اور انگریزوں کے قریب ہونا بھی اس بات کی علامت ہے کہ یہ کام برصغیر پاک و ہند میں جماعت کے مرکز میں نہیں ہو گا بلکہ مغرب میں ہوگا۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 فروری 2022ء صفحہ 47)

الغرض یہ کہ ہمارے خلفاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے، اور یہ جماعت اللہ کے ہاتھ کے سایہ میں ہے ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

ڈاکٹر داؤد طاہر۔ لندن

گیمبیا میں خدمات

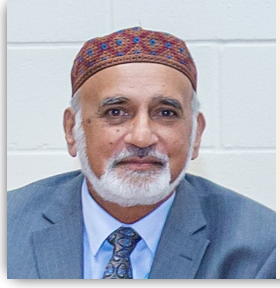

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت پائیں گے

گیمبیا کے پہلے گورنر جنرل، سر فرامان سنگھے سنگھا ٹے ایک متقی پرہیزگار احمدی تھے۔ میں ان سے کئی بار ملا۔ وہ بہت سادہ اور پروقار انسان تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت پائیں گے'' پوری کر دی، جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا ایک ٹکڑا مانگا۔

گیمبیا کے جلسہ میں عزت مآب سر فرامان سنگھا ٹے۔سب لوگ برآمدے میں فرش پر بیٹھے مقامی روایات کے مطابق ایک برتن سے دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں مولانا نسیم سیفی سفید پگڑی کے ساتھ اور دائیں اوپر کونے میں سر سنگھاٹے ہیں اور امیر گیمبیا عبدالشکور صاحب سیاہ ٹوپی کے ساتھ۔

نصرت جہاں سکیم

یہ گیمبیا ہی تھا جہاں 1971 میں اپنے دورہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خدائی رہنمائی پر نصرت جہاں سکیم کی بابرکت سکیم کا اعلان کیا جس کے تحت دنیا بھر سے احمدیوں کے ذریعہ طبی اور تعلیمی ادارے چلائے جانے تھے۔ گیمبیا کے دارالحکومت بانجل کے لیے، ایک سپیشلسٹ کلینک کا وعدہ کیا گیا تھا جس میں ٹی بی کلینک آنکھوں کا کلینک اور دانتوں کا کلینک ہوگا۔ یہ کلینک 1971 میں دارالحکومت بانجل میں کرائے کی ایک عمارت میں شروع کئے گئے۔ اس عمارت میں زمین پر کلینک کی جگہ تھی اور اوپر دو بیڈ کے دو فلیٹ ڈاکٹر اور ڈینٹسٹ کی رہائش کے لئے تھے۔ یہ کلینک اگلے 11 سال تک وہاں رہے۔ 1980 میں مشن کو زمین کا ایک بڑا ٹکڑا ملا جو مرکزی سڑک پر تھا جو ملک کے اندرون جاتی تھی اور ہوائی اڈے سے گزرتی تھی۔ 23 مارچ 1982 کو، عزت مآب سر داؤدا جوارا، صدر جمہوریہ نے ہمارے مقصد سے بنائے گئے ہسپتال کا افتتاح کیا الحمدللہ۔

بانجل میں پرانی عمارت 1971-1982ء تصویر 2021

نئے ہسپتال کی افتتاحی تقریب گیمبیا میں واقفین احمدی ڈاکٹر گیمبیا کے صدر سر داؤدا جوارا کے ساتھ ایک تقریب میں

ہمارے تعلیمی اور طبی ادارے اس وقت گیمبیا میں کارکردگی کے لحاظ سے سرفہرست ہیں۔ الحمدللہ۔ پہلے ہمیں معززین سے اپنا تعارف کرانا پڑتا تھا اور اب ہمارے سکولوں میں پڑھے ہوئے لوگ جو اسوقت اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں بڑے فخر سے اپنی تمام تر کامیابیوں کا مرہون منت

ہسپتال کی نئی عمارت

جماعت احمدیہ کے اداروں کو دیتے ہیں جہاں انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ وہ جب بھی اچھا علاج چاہتے ہیں، احمدی ہسپتال کے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ یہ گیمبیا میں احمدیت کی خدمات کا بہت بڑا اعتراف ہے۔

(2021ء) میں بسے کے گورنر کے ساتھ
جنہوں نے نصرت سکول سے تعلیم حاصل کی

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

میں جب 1975 میں گیمبیا گیا تھا اس وقت اس کی آبادی تقریباً 5 لاکھ تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا ملک ہے، دنیا کے نقشے میں ایک اپینڈکس کی طرح نظر آتا ہے۔ تین طرف سے یہ سینیگال سے گھرا ہوا ہے اور مغربی جانب بحراوقیانوس ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دنیا کا ایک کنارہ ہے کیونکہ اس سے آگے بحراوقیانوس ہی ہے۔

1978 میں جب میں لندن میں تھا اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو معلوم ہوا کہ میں گیمبیا میں ہوتا ہوں تو انہوں نے اس اقتباس کا ذکر کیا اور گیمبیا جیسے ملک کو اس ارشاد کی نظر سے دیکھا اور وہاں ہماری تبلیغی سرگرمیوں اور وہاں احمدیت کی ترقی کے بارے میں تفصیل سے پوچھا

مجھے 2021 میں دوبارہ گیمبیا جانے کا موقع ملا۔ ہماری جماعت نے اپنی تجنید میں زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ ایک بہت بڑے کمپلیکس میں ہسپتال، ڈاکٹروں اور امیر کی رہائش کے ساتھ ساتھ ایم ٹی اے سینٹر اور نیشنل ہیڈکوارٹر آفسز بھی ہیں۔

پرانا مشن ہاؤس

جامع مسجد بیت الاسلام

اس سے بالکل نزدیک ہماری مرکزی مسجد ہے جس میں گیسٹ ہاؤسز، مشنری رہائش گاہ اور ایک پرنٹنگ پریس بھی ہے۔

امیر گیمبیا بابا تراوالے کے ساتھ

وسیع العریض مسرور ہال

داؤدا باجن جو 1975ء سے
ہمارے ہسپتال میں کام کر رہے ہیں

امیر صاحب گیمبیا اور گیمبیا میں احمدی ڈاکٹروں کے ساتھ۔ 2021

خلیفہ وقت کی اطاعت

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں:۔

''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک ملاں بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''

(الفرقان، خلافت نمبر مئی-جون 1957ء صفحہ 28)

رپورٹ۔منور علی شاہد۔جرمنی

تقریب رونمائی کتاب ’’سپوت ایشیا‘‘ اور محفل مشاعرہ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کے زیر اہتمام 30 مئی 2022ء کو بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی میں ایک سادہ لیکن باوقار تقریب منعقد ہوئی جس میں تعلیم الاسلام کالج کے پرانے طلباء، صاحب علم احباب اور شعراء کرام نے شرکت کی۔ پروگرام کی صدارت چوہدری عبدالغفور ڈوگر صاحب صدر ٹی آئی کالج اولڈ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی نے کی جبکہ تقریب کے مہمان خصوصی حیدر علی ظفر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی تھے۔منعقدہ تقریب دو حصوں پر مشتمل تھی۔تقریب کے پہلے حصے میں رانا عبدالرزاق خان صاحب یوکے کی کتاب ’’سپوت ایشیا‘‘ کی رونمائی تھی جب کہ دوسرے حصے میں محفل سخن منعقد ہوئی۔

’’سپوت ایشیا‘‘ کتاب کی تقریب رونمائی

تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے جو محمد افضل خان صاحب نے کی۔اس کے بعد صدر مجلس نے کتاب ہذا کے مصنف اور لندن سے تشریف لائے ہوئے رانا عبدالرزاق خان صاحب (جنرل سیکرٹری یوکے ایسوسی ایشن) کا تعارف کرایا۔بعد ازاں دیگر احباب نے کتاب اور مصنف کے بارے میں اظہار خیال کیا اور کتاب کی اہمیت اور خصوصیات کے علاوہ مصنف کی ادبی قلمی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

کتاب کے مصنف رانا عبدالرزاق خان صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ رانا عبدالرزاق خان صاحب صحافت، ادب و شاعری کی دنیا کی ایک معروف علمی، قلمی اور ادبی شخصیت ہیں اور بہت سالوں سے اپنے قلم، علم اور شاعری سے اردو ادب کی خدمت کر رہے ہیں۔یہ کتاب ان کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے جس کے پس پردہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ سے والہانہ عشق کی طاقت پوشیدہ تھی۔انہوں نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ کی شخصیت اور خدمات کے بارے اخبارات میں لکھے گئے ان کالموں، مضامین اور آراء کو انتہائی محنت اور استقلال کے ساتھ پہلے اکٹھا کیا، پھر ان کی ترتیب بنائی اور بعد ازاں کتابی شکل میں شائع کیا، جو بلاشبہ ایک بڑا علمی کارنامہ ہے سلسلہ کی کتب میں یہ ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ حسب پروگرام کتاب کی تقریب رونمائی کے موقع پر جن جن احباب کرامی نے کتاب پر اظہار خیال کیا۔انتہائی اختصار کے ساتھ چیدہ چیدہ باتوں کو رپورٹ کا حصہ بنایا گیا ہے۔

عبدالغفور ڈوگر صاحب صدر مجلس نے کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ موصوف ایک منجھے ہوئے قلمکار، مبصر، کالم نگار، شاعر اور ادیب ہیں۔عرصہ بارہ سال سے دیار مغرب کی ادبی دنیا کی خدمت میں مصروف

ہیں۔سپوت ایشیا دراصل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کے متعلق لکھی گئی یا بولی گئی آراء کا مجموعہ ہے۔ جو محترم رانا عبدالرزاق خان نے بڑی محنت شاقہ کے ساتھ مختلف اخبارات و رسائل سے اکٹھے کئے ہیں۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ایسی منفرد کتاب چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی وفات کے بعد میری نظروں سے نہیں گزری۔

اس کتاب کا پیش لفظ مکرم عطاء المجیب راشد امام مسجد لندن نے اور ڈاکٹر سرافتخار ایاز صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔یہ کتاب 610 صفحات پر مشتمل ہے۔چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کی کافی بیش قیمت تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالکریم خالد کا تبصرہ

لکھتے ہیں کہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان سپوت ایشیا ہی نہیں، سپوت عالم کہلانے کے حقدار ہیں کہ انہوں نے محض ایشائی اقوام کے حق میں ہی آواز بلند نہیں کی بلکہ دنیا بھر میں جہاں جہاں ظلم، ناانصافی اور انسانوں پر جبرو تشدد کے آثار پیدا ہوئے وہاں سر محمد ظفر اللہ خان مجبور و مقہور لوگوں کی آواز بن کر سلامتی کونسل کے ایوانوں میں آواز حق بلند کرتے نظر آئے۔ کہا جاتا ہے کہ آواز خلق کو نقارہ خدا سمجھو، تو اس حوالے سے یہ کتاب دنیا بھر سے چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کے حق میں اٹھنے والی آوازوں کا مجموعہ ہے۔یہ وہ گواہی ہے جو بلا تمیز مذہب و نسل اہل عالم نے آپ کے حق میں ثبت کی۔یہ وہ نقارہ خدا ہے جو ڈنکے کی چوٹ پر آج بھی بج رہا ہے اور رہتی دنیا تک بجتا رہے گا (ڈاکٹر صاحب نے یہ تبصرہ لاہور سے بھیجا تھا جسے تقریب میں عثمان خان صاحب نے پڑھا)

پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب کا تبصرہ کتاب

لکھتے ہیں کہ ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب کو دنیا کے کتنے عظیم عہدوں پر فائز فرما کر دنیا کی بالعموم اور مسلمانوں کی بالخصوص خدمت کرنے کی توفیق دی۔ان دنیاوی عہدوں کے علاوہ خدمت دین میں بھی خلافت احمدیہ کے ماتحت ان کو جو مقام حاصل رہا وہ خلفاء کے علاوہ شاید ہی کسی اور کو نصیب ہوا ہو۔سپوت ایشیا کے مصنف نے ان تمام خدمات کا ذکر، چوہدری صاحب کے زمانے کے سیاستدانوں، دانشوروں، ادیبوں اور اخبار نویسوں کے بے شمار حوالہ جات دے کر تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں کیا ہے۔ برادرم محترم راناعبدالرزاق صاحب کی تصنیف سپوت ایشیا ان کی دیگر متعدد تصانیف کی طرح اپنی طرز تحریر میں نہایت پرکشش اور دلچسپ انداز میں مرتب کی گئی ہے۔محترم عبدالرزاق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ کی بے پناہ خوبیوں سے نوازا ہے۔چھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب کو مصنف نے انڈیکس کے مطابق 89 مختلف موضوعات اور مضامین پر تقسیم کیا ہے۔ان میں اپنوں، غیروں اور دوستوں اور دشمنوں کے تاثرات اور بیانات درج کئے ہیں۔مختلف مواقع کی تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں۔کتاب کے آخری 33 صفحات پر حوالوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ تصاویر بھی شامل اشاعت ہیں۔اللہ تعالیٰ محترم رانا عبدالرزاق صاحب کی یہ قابل ستائش کاوش قبول فرمائے (تقریب میں یہ تبصرہ چوہدری حمید اللہ ظفر صاحب نے پڑھا تھا)

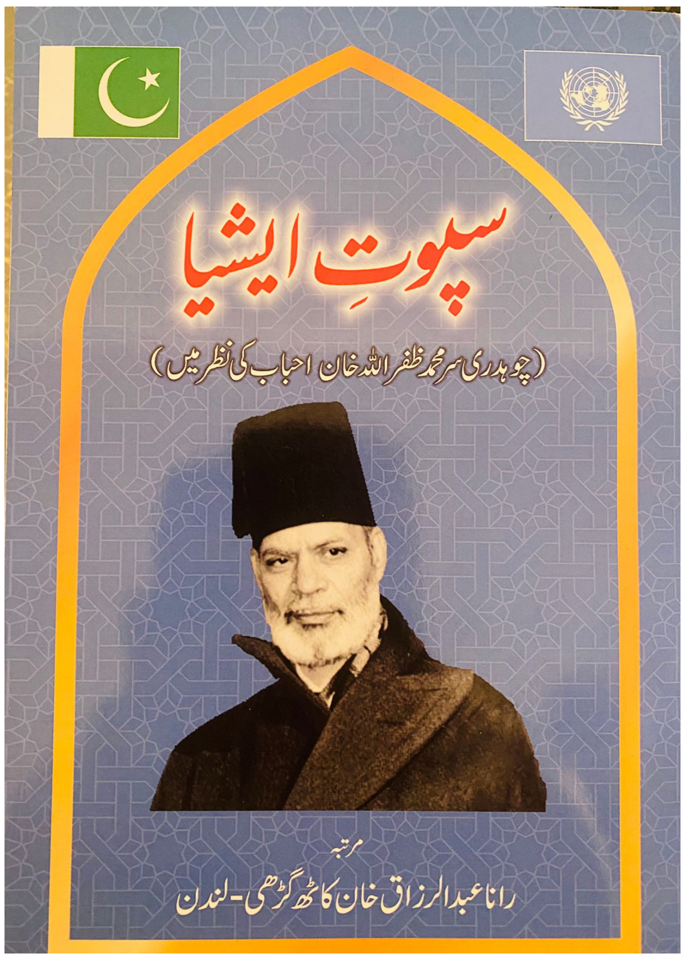

تبصرہ کتاب از چوہدری کولمبس خان صاحب

لکھتے ہیں کہ سپوت ایشیا اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس کا اسباق کے طور پر مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اور جہاں سے جی چاہے پڑھنا شروع کر دیں لذت برقرار رہتی ہے اور بار بار بھی پڑھی جاسکتی ہے۔یہ چوہدری صاحب کے بارے میں ایک حد تک ریفرنس بک کا بھی کام دیتی ہے۔محترم چوہدری صاحب کی کم و بیش ستر سالہ عملی زندگی آپ کی صداقت و امانت پر کبھی انگلی نہیں اٹھائی گئی۔محترم رانا عبدالرزاق صاحب کے اس کام اور اس کے ساتھ ان کے نام کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ (آپ چونکہ ہمبرگ میں مقیم ہیں لہذا آپکا لکھا تبصرہ محمد افضل صاحب نے پڑھا)

کتاب ہذا اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر اظہار خیال کرنے والوں میں چوہدری حمید اللہ ظفر صاحب بھی شامل تھے، انہوں نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی زندگی بارے اپنے ذاتی مشاہدات کا ذکر کیا اور متعدد واقعات سنائے۔

محفل مشاعرہ

جاری تقریب کے دوسرے حصے کا پروگرام محفل مشاعرہ تھا جس میں معروف احمدی شعراء کرام نے اپنا اپنا منظوم کلام پڑھا اور شائقین مشاعرہ سے داد حاصل کی۔مشاعرے کا آغاز درثمین کے کلام سے ہوا جو مرزا منصور احمد صاحب نے پڑھا۔اس کے بعد باری باری شعراء کرام نے اپنا اپنا کلام پڑھا۔ مشاعرے میں جن جن شعراء کرام نے کلام پڑھا ان میں محمد اشرف صاحب، عبدالروف صاحب، چوہدری مبشر احمد کاہلوں صاحب، عبدالحمید رامہ صاحب، چوہدری حمید اللہ ظفر صاحب، صفوان احمد ملک صاحب، ڈاکٹر وسیم احمد صاحب، چوہدری شریف احمد خالد صاحب، اور رانا عبدالرزاق صاحب شامل تھے، مشاعرہ کی نظامت کے فرائض بھی آخر الذکر شاعر نے ہی سرانجام دیئے۔ کئی گھنٹے جاری رہنے والی تقریب کے اختتام پر مہمان خصوصی مولانا حیدر علی ظفر صاحب نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کا جماعت سے تعلق اور خلافت سے وفا کے بارے میں چند اہم ایمان افروز واقعات سنائے جن میں آپ کی نماز باجماعت کی ادائیگی، وقت کی پابندی، احمدی طلباء کی مالی مدد، کفایت شعاری سمیت دیگر اوصاف کا پتہ چلتا تھا۔تقریب کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا بعد ازاں سب کے لئے ریفریشمنٹ کا اہتمام کیا گیا تھا۔شعبہ سمعی بصری اور ایم ٹی اے اسٹوڈیو جرمنی نے تقریب کی ریکارڈنگ کی۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

•مکرمہ رضیہ بیگم۔نیویارک سے لکھتی ہیں۔

الفضل اخبار اللہ کے فضل سے روز افزوں ترقی کی منازل پر رواں دواں ہے اور قارئین کے لئے ایک عمدہ علمی اور روحانی مائدہ ہے۔اس میں شائع ہونے والے حضرت مسیح موعود کے اقتباسات اور سب مضامین کی الگ الگ شان اور تاثیر ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ ’’میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور سے اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409-410)

اس رنگ میں بھی پورا ہوتا نظر آتا ہے کہ سب لکھنے والے علم اور دلائل سے اپنا مدعا بیان کرتے ہیں اور ’’روحانی بگھار‘‘ سے اپنی تحریر میں ایک نیا رنگ بھرتے ہیں تو کہیں روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمارے بچپن اور زمانہ طالب علمی کی حسین یادوں کو ظرافت کے تڑکے سے خوب لبھاتے ہیں۔جس سے نہ صرف ہم (احمدی) بلکہ دوسرے بھی حظ اٹھاتے ہیں۔جہاں یہ تحریریں ہمارے دل و دماغ کو سرور بخشتی ہیں وہاں ہمیں ہمارے ماضی سے بھی جوڑے رکھتی ہیں مثلاً امۃ الباری صاحبہ کا مضمون ’’نایاب ہوتے پانی کی قدر کریں‘‘ واقعاتی طور پر کچھ نہ کچھ ہماری کہانی بھی ہے کہ نلکے کا ہینڈل چھوٹ جانے سے انگلی پر زخم کا نشان ابھی بھی ہے۔لائن میں کھڑے ہو کر پانی بھرنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کرنا، خشک جھاڑیاں اور کیکر کی لکڑیاں اکھٹی کر کے تنور گرم کرنا اور سردیوں میں پانی گرم کرنے کے لئے چولہے میں آگ جلانا، سکول سے آتے ہوئے ابا جان (مرحوم) کے ساتھ سائیکل کے پیچھے پرانے تولیے میں برف لپیٹ کر لانا اور گھر تک پہنچتے ہوئے برف کا آدھی رہ جانا جلدی سے برف کے ٹکڑے کر کے واٹر کولر میں ڈالنا، امی جان کا ٹھنڈا پانی بنا کر دینا اور اس وقت وہ پانی ہر نعمت سے اچھا لگنا اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا وغیرہ وغیرہ۔اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو صبر و قناعت سے اپنی زندگیاں بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔فقہی کارنر میں ہماری زندگی کے روزمرہ مسائل کا صحیح علم اور ادراک بہت ہی مفید اور علم میں اضافے کا باعث ہے۔مثلاً رشوت کے صحیح معانی سے علم میں اضافہ ہوا۔اللہ تعالیٰ آپ سب لکھنے والوں کو مزید کامیابیوں اور ترقیات سے نوازتا چلا جائے آمین۔

•مکرمہ درثمین احمد۔جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 25 تا 28 مئی کے الفضل آن لائن کے تمام تر شمارہ جات انتہائی عمدہ تھے۔خاص کر ان دنوں کی اشاعتوں میں شائع ہونے والے اداریے انتہائی جاندار اور سوچ کو جھنجھوڑنے والے تھے۔کاش ہم میں سے ہر ایک ان باتوں کا لطف ہی نہ لے بلکہ انہیں اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بھی بنانے والا ہو۔آمین۔’’پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ‘‘ میں جس خوبصورت انداز میں خلافت کی شجر سے وابستگی میں ہماری بقا کو بیان کیا گیا ہے وہ قابل تعریف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔’’وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

اس فقرے میں روحانی طور پر خلافت سے وابستگی کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔اسی طرح ’’اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ) میں بھی خلافت سے پختہ تعلق کا وہ نکتہ بیان ہوا ہے جس کی بدولت ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا کی ضمانت ہے کیونکہ مومنوں کے اندر یہ روحانی کرنٹ اس حد تک تیز ہوتا ہے کہ کوئی دشمن جب بھی اس مومن کو چھوئے گا اسے یا جھٹکا لگے گا یا منہ کے بل گر کر دور جا پڑے گا۔اور یہی حقیقت ہے جس پر تقریباً سوا سو سال پہ محیط خلافت احمدیہ کی تاریخ بطور ثبوت و گواہ کے ہے۔پھر اداریہ ’’اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دار العمل اور اُخروی زندگی کو دارالجزاء قرار دیا‘‘ عنوان میں ہی مضمون کا لب لباب بیان کر دیا ہے۔اس مضمون کو پڑھ کر مجھے انتظار حسین صاحب کا مضمون ’’کتبہ‘‘ جو کسی زمانے میں ہمارے تعلیمی نصاب کا حصہ ہوا کرتا تھا یاد آ گیا۔سچ ہے کہ انسان کی حقیقت یہی ہے کہ محلات کا مالک ہونے کے باوجود بھی اسے جانا اس زمین میں ہی ہے اور دو گز زمین ہی اس کا اصل مقدر ہے۔ہاں جو چیز اس کے اس دنیا میں بھی کام آئے گی اور آخرت میں بھی اسکی شفاعت کا موجب ہو گی وہ عمل صالح ہی ہیں خدا تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔28 مئی 2022ء کا اداریہ ’’اعلیٰ اخلاق وعادات‘‘ بھی بہت عمدہ تھا مجھ جیسی ناقص معلومات والی کے لئے اسمیں بہت سی نئی معلومات تھیں۔فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

•مغفورہ درانی۔جرمنی سے لکھتی ہیں۔

25 مئی 2022ء الفضل میں جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بہت بہت ہی پیاری تصویر کے ساتھ ساتھ اپنی شائع غزل دیکھ کر بے اختیار تشکر کے الفاظ نکلے۔اس سلسلہ میں آپ کی بھی حد درجہ مشکور ہوں۔جب تک الفضل پڑھ نہ لوں سکون نہیں آتا۔25 مئی 2022ء کا اداریہ پڑھا بہت ہی خوبصورت مضمون باندھا ہے آپ نے اقبال کا شعر لکھ کر۔

واقعی خلافت تو ایک ایسا شجر ہے جس سے وابستہ رہ کر ہی ہم اپنی زندگی کا مقصد پانے والے بن سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں شجرِ خلافت کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رکھے آمین۔

یہاں مجھے اپنی پیاری اور مخلص والدہ رابعہ بیگم ناصرہ مرحومہ اہلیہ محمد شفیع مرحوم کا ایک بہت ہی ایمان افروز اور خلافت سے عقیدت و محبت اور غیرت کا واقعہ بیان کرنا ہے جو ہمیشہ ہی ہم سب بہن بھائیوں کے لیے خلافت سے بے تحاشا عقیدت کا باعث بنا، الحمدللہ۔خلافتِ ثالثہ کے دور میں میری والدہ ایک دکان پر کچھ خریداری کرنے گئیں تو اس دکان کے مالک کو نظام جماعت کے خلاف بات کرتے سنا تو میری والدہ یہ الفاظ سنتے ہی اس دکان سے خریداری کیے بغیر ہی نکل آئیں۔

اس کے بعد بہت سال مرکز مقیم رہیں مگر کبھی بھی اس دکان میں نہیں گئیں۔اللہ تعالیٰ میرے والدین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین اور ہم سب کو خلافت کی خاطر جان بھی قربان کرنے کی سعادت عطا فرمائے آمین

•ایک قاری لکھتے ہیں۔

28 مئی 2022ء کو پھر ایک بہت اعلیٰ اداریہ ’’اعلیٰ اخلاق وعادات‘‘ پڑھنے کو ملا۔جزاکم اللہ۔

اس کو پڑھ کر احساس ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جو بار بار اللہ کی تخلیق پر غور کرنے کا فرمایا ہے تا کہ ہم نہ صرف اس کی قدرت کی حمد کریں بلکہ اپنی نسلوں کو اچھے حال میں چھوڑنے کے لئے اسکی بنائی ہوئی ہر شے کی قدر کریں اور حفاظت بھی کریں۔اتنی اہم بات کی طرف توجہ دلائی آپ نے بہت شکریہ۔

ایک بات شائد آپ لندن کے موسم کی وجہ سے مکس کر گئے ہیں پاکستان میں کہتے ہیں جن مہینوں کے نام میں، ر، نہیں ہوتی ان میں مچھلی نہیں کھانی چاہئے کیونکہ عموماً یہ گرم مہینے ہوتے ہیں ہمارے ہاں گرم ٹھنڈے کا تصور بہت زیادہ پایا جاتا ہے پہلے تو سردیوں گرمیوں کی خوراک میں بھی بہت فرق ہوتا تھا اب آہستہ آہستہ یہ پرہیز کم ہوتے جا رہے ہیں۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

قمر ظفر۔شعبہ اشاعت، آسٹن، ٹیکساس

آسٹن میں عیدالفطر کا انعقاد

الحمدللہ، عیدالفطر آسٹن ٹیکساس میں اس سال 2 مئی کو منائی گئی۔ مسجد میں جگہ کی تنگی کے باعث انتظام ریب ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ ریب ہاؤس راؤنڈ راک کے شہر میں مسجد بیت المقیت سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جماعت آسٹن کے ممبر زیادہ تر آسٹن، راؤنڈ راک، سین اینٹونیو اور گردونواح میں رہتے ہیں۔عید کا وقت پیر 2 مئی کو ساڑھے دس بجے مقرر تھا۔مستورات کا اہتمام اوپر والی منزل پر کیا گیا تھا، جبکہ مرد حضرات کا انتظام نچلی منزل پر تھا۔

عید کی نماز کچھ دیر سے شروع ہوئی تا کہ نئی جگہ کو تلاش کرنے کیلئے دوستوں کو کچھ وقت مل جائے۔ نماز پڑھانے کے بعد مربی قاسم چوہدری صاحب نے عید کا خطبہ دیا۔ خطبے میں مربی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک خطبہ سے اقتباسات پیش کئے۔ مردوں کی بچوں سمیت تعداد قریباً ایک سو کے لگ بھگ تھی۔ کچھ اتنی ہی تعداد مستورات کی بھی تھی۔ سو اسطرح کل شاملین کی تعداد دوسو کے قریب بنی۔

نماز کے بعد میڈیٹرینین کھانے کا انتظام تھا۔ کھانے میں چاول گوشت، نان، حمس تھے۔ میٹھے میں گاجر کا حلوہ تھا۔سب نے مزے سے کھانا کھایا۔ اسی طرح کئی احباب کو کافی عرصے بعد ایک دوسرے سے ملنے اور احوال دریافت کرنے کا موقع ملا۔ قریباً ساڑھے بارہ بجے عید کی محفل برخاست ہوئی اور احباب نے گھر یا آفس کی راہ لی۔ ڈیوٹی پر تعینات خدام اور انصار نے ریب ہاؤس کی صفائی کرنے اور کرسیوں میزوں کو اٹھانے کے بعد ریب ہاؤس کو اس کے منتظمین کے حوالے کیا۔ اور اسطرح آسٹن جماعت کی تقریب کا اختتام ہوا۔

مربی سلسلہ قاسم چوہدری صاحب ریب ہاؤس راؤنڈ راک، ٹیکساس میں عیدالفطر کا خطبہ دے رہے ہیں

احباب عیدالفطر کی نماز کے بعد ریب ہاؤس راؤنڈ راک، ٹیکساس میں کھانا کھانے اور گفتگو کرنے میں مشغول

اپنے ایمان کا فکر کرو

اب تم خود یہ سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کرلو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود۔ حکم۔ عدل۔ مانا ہے۔ تو اس کے ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے، تو اپنے ایمان کا فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کرلیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حَکَم ہے تو پھر اُس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو۔ اُس کے فیصلوں کو عزّت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کی پاک باتوں کی عزّت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حکم عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو پھر کب ہوگی۔ یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہوسکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیّاں بھی ہوں۔ میں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اور صادق تلاش کرو اور یقیناً سمجھو کہ اس وقت اور صادق نہیں مل سکتا اور پھر اگر کوئی دوسرا صادق نہ ملے اور نہیں ملے گا تو پھر میں اتنا حق مانگتا ہوں جو رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ کو دیا ہے جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے اور وہ بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 52)

ایک سبق آموز بات

زندگی

زندگی صحرا کی مانند ہے، جہاں قدم قدم پر مشکلوں کے امتحان دینے پڑتے ہیں۔ نوکیلے پتھر اور تپتی ہوئی ریت پر سنبھل سنبھل کر چلنا پڑتا ہے۔ پاؤں میں آبلے پڑ جاتے ہیں، ہمت جواب دینے لگتی ہے۔ کمزور اور کم ہمت لوگ اکثر زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں جبکہ پختہ عزم کے مالک لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے ہر مشکل کا ہمت سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں اور ایک دن اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہم سب کو زندگی کی بازی جیتنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

طلوع وغروب آفتاب

17 جون 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:11	19:05
مدینہ منورہ	04:02	19:12
قادیان	03:43	19:36
ربوہ	03:23	19:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:17	21:21

فقہی کارنر

کھانے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟

ایک شخص کا تحریری سوال (مسیح موعودؑ کی خدمت میں) پیش ہوا کہ محرم کے دنوں، اِمامَین کی روح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔ عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میت کو پہنچتا ہے لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسومات کرنا ناجائز ہے۔

(الحکم 17 مئی 1901ء صفحہ 12)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)